۱۱۳۴
صدائے حقانی المعروف بہ خروش جیلانی

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ

الحمد للہ کہ دریں اوان سعادت اقتران درّ المعانی و
ولعل بدخشانی حجۃ باہرہ و برہان ظاہرہ

اعنی

رسالۂ نافعہ

# صدائے حقانی

در

## حقیقت شیخ جیلانی

المعروف بہ

# خروس جیلانی

از رشحات قلم مرزا احمد علی صاحب امرتسری

بفرمائش منیجر امامیہ کتب خانہ لاہور

قیمت چھ آنے

# فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ القادر القدیر والعلیم الخبیر والشکر للمنعم الکریم والمحسن الرحیم
الذی عصمنا من اہل النزویر والصلوٰۃ والسلام علی السراج المنیر
محمد ن البشیر والنذیر وعلیٰ اہل بیتہ سادات امتہ والائمہ
من ذریتہ الذین نزلت فیہم اٰیۃ التطہیر بلاریب ولانکیر صلوٰۃ
دائمۃ مادامت الدائرۃ فی الدوران والبدر فی التدویر۔

**امابعد** اس سے قبل میں سوانح کی صورت میں صرف دو رسالے ہدیۂ
ارباب دانش کر چکا ہوں ایک مختصر سوانح عمری سید الرسل و ہادی سبل
حضرت محمد مجتبیٰ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ جس کا نام المصطفیٰ
ہے۔ یہ مختصر رسالہ تمام مذاہب اسلام و غیر اسلام نے قدر کی نگاہ سے دیکھا
اور خصوصًا اطفال و نساء کے لئے بہت مفید اور دلچسپ ثابت ہوا۔
وللہ الحمد علیٰ ذالک۔ دوسرا ماہیۂ معاویہ بنکر باعث ہدایت ہوا
اور کئی سعید اس ماہیت کے ملاحظہ سے ظلمت سے بھاگ کر نور میں
داخل ہوئے وللہ الشکر علیٰ ماھذا ھم دائرۃ الاصلاح کا ایک رسالہ

دیکھکر ابتدائے سن ماضی میں اس رسالے کے لکھنے کا خیال پیدا ہوا۔
حضراتِ شیعہ میں سے سب سے پہلے معزز رسالۂ اصلاح کھجوہ نے اس
رسالے کے ہیرو کے مختصر حالات اور اقوال لکھے۔ اور یہ اس طرف پہلا
قدم تھا۔ اب دوسرا قدم اللہ تعالےٰ کی نصرت کے بھروسہ پر یہ خاکسار
ہیچمدان اُٹھاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ میری اس ناچیز تحریر کو غلط فہمیوں کے دُور
کرنے کا ذریعہ اور ہدایت کا وسیلہ بنائے۔ اس تالیف سے نہ کسی کی دل
آزاری مقصود ہے اور نہ کسی کی بیجا حمایت۔ صرف عبرت ناظرین اور
افادۂ قارئین کے لئے حالاتِ جناب شیخ صاحب کو پیش کرنا ہے بحیثیت
شیعہ اس تالیف کی ضرورت یہ ہے کہ حضراتِ قادریہ جناب شیخ صاحب
کو تیرھواں امام کہتے ہیں۔ اور چونکہ مسئلہ امامت شیعوں کے اصول دین
میں سے ہے اس لئے ضرورتِ مذہبی کی بنا پر شیعوں کو تیرھویں امام کے
حالات کا مطالعہ ضروری ہے "تاکہ انہیں معلوم ہو جائے" کہ آیا نص صریح
رسول کے برخلاف تیرھواں امام بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اور اگر امامت
حد مقررہ سے تجاوز کرے تو اس کی کیا شکل بنیگی۔ میں نے اس رسالہ میں مد
مداحان شیخ صاحب کی تصنیفات کے حوالے دئے ہیں تاکہ اُن کے قلوب
خوش ہوں اور وہ حقیقت کو غلو سے متمیز کر سکیں۔ اس سے یہ نہ سمجھا
جائے کہ میں ان اقوال کو جو خوش عقیدت مریدوں نے لکھے ہیں صحیح
جانتا ہوں۔ جہاں جہاں میں نے ایراد وارد کئے ہیں وہ محض نیک نیتی پر
مبنی ہیں اور قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ بھی اسے اسی نظر سے
دیکھیں۔ چونکہ جناب شیخ صاحب کے فضائل میں یہ قول منقول ہے
کل دیك یصیح ویسکت الا دیکی فانه یصیح الی
یوم القیامه (قلائد الجواہر صـ ۲۳) یعنے ہر مُرغ بولیگا اور چپ
ہوگا۔ مگر اے شیخ جیلانی تیرا مُرغ قیامت تک بولتا رہیگا۔

اس یادگار کے لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کا نام دیک البغداد یا خروس جیلانی رکھوں وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

## ۱۔ ولادت ونسب

نام نامی آپ کا حضرت شیخ عبدالقادر صاحب ہے۔ اکثر روایات میں ہے کہ آپ ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے اس لئے عشق مادۂ تاریخ ولادت کہا گیا ہے۔ لیکن خزینۃ الاصفیاء ص۹۴ میں آپ کی ولادت یکم رمضان ۴۷۱ھ کو لکھی ہے۔ کبریت احمر ص۵ پر بھی یہی سال درج ہے۔ جائے پیدائش جیل ہے جس کو گال وگیل بھی کہتے ہیں۔ یہ مدائن کسریٰ کے نیچے ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اقتباس الانوار ص۲ پر ہے کہ انکی والدہ ام الخیر بی بی فاطمہ ابی عبداللہ صومعی کی بیٹی تھیں جو مقتدائے مشائخ گیلان سے تھے جو طبرستان کے قریب ایران میں واقع ہے۔ اس لئے ان کو گیلانی کہتے ہیں۔ لیکن ان کا مسکن قصبۂ جیال تھا جو بروایت یافعی جائے ابر فضا اور بغداد سے سات دن کی راہ پر ہے اور اس نسبت سے جناب کو جیلی اور جیلانی بھی کہتے ہیں۔ لیکن ان کے بیٹے عبدالرزاق نے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے شیخ موصوف سے ان کی جائے پیدائش کی بابت پوچھا تو انہوں نے فرمایا لا اعلم لہ حقیقۃ میں اسکو نہیں جانتا۔ الغرض جائے پیدائش گیلان۔ جیل یا جیال اور نیق لکھی ہوئی ہے قلائد ص۱۳۴۔ بچپن کے صحیح حالات نہیں ملتے سوائے اس کے کہ آپ بعمر اٹھارہ سال تحصیل علم کے لئے بغداد گئے۔ حلیہ آپ کا یوں لکھا ہے۔ کمزور بدن۔ چوڑا سینہ۔ میانہ قد۔ گندم گوں۔ پیوستہ ابرو۔ ڈاڑھی لمبی چوڑی۔ اب ہم ذیل میں جناب شیخ صاحب کے ان مختلف شجروں کو درج کرتے ہیں جو مدعیان سیادت شیخ صاحب نے اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں ۔

| کبریت احمر ص۵ گلدستہ کرامت ص۱ | اقتباس الانوار ص۲۰ وسلسلۃ العقیان دائرۃ الاصلاح لاہور | قلائد الجواہر | ذہبی ابن رجب صاحب العبر و تاریخ الاسلام (قلائد الجواہر ص۳ و۷) | ابو النظام مرید الدین و محمد بن احمد العمیدی الحسینی انساب میں کسیوقت میں شجرۂ شیخ | عمری کے وقت میں شجرۂ شیخ | انساب الخلائق ترجمہ سبائک الذہب ص۷۸ |
|---|---|---|---|---|---|---|
| حضرت علی | حضرت علی | | | | | |
| امام حسن | امام حسن | | | | | |
| حسن المثنیٰ | حسن المثنیٰ | | | | | |
| عبداللہ محض | عبداللہ محض | | | | | |
| موسیٰ | ابوالحسن موسیٰ الجون | | | | | |
| سید عبداللہ | سید عبداللہ المعروف به شیخ صالح | | | | | |
| موسیٰ ثانی | سید موسیٰ ثانی | | | | | |
| داؤد | شاہ داؤد سیف اللہ | | | | | |
| سید رومی | شاہ محمد سیف اللہ رومی | | | یحییٰ | رومیہ | یحییٰ زاہد |
| یحییٰ زاہد | شاہ یحییٰ زاہد | | | محمد | محمد | سید بدرالدین |
| عبداللہ | عبداللہ | ابو عبداللہ | جنگی دوست[۱] | عبداللہ | عبداللہ | سید عبدالرحیم |
| موسیٰ | سید ابوصالح موسیٰ | ابوصالح | ابوصالح عبداللہ | جنگی دوست | جنگی دوست | سید ابوموسیٰ |
| میر ابوصالح | جنگی دوست | جنگی دوست موسیٰ | | | | جنگی |
| عبدالقادر | عبدالقادر | عبدالقادر | عبدالقادر | عبدالقادر | عبدالقادر | عبدالقادر |

۱ معجم حافظ محمد بن رافع میں جنکا دوست لکھا ہے ۱۲ ؛
قلائد الجواہر ص۵۴ ؛

سید جمال الدین احمد بن علی بن الحسین الحسنی السنی نسابہ نے عمدۃ الطالب فی
انساب آل ابی طالب صـ۱۱۲ پر ترجمہ داؤد بن موسیٰ الثانی بن عبد اللہ
بن موسیٰ الجون بن عبد اللہ المحض بن امام حسن علیہ السلام میں لکھا ہے۔
وقد نسبوا الی عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ بن محمد بن داؤد المذکور
الشیخ الجلیل محی الدین عبد القادر الجیلانی بن محمد جنگی دوست
بن عبد اللہ المذکور ولم یدع الشیخ عبد القادر ھذا النسب
ولا احد من اولادہ وانما ابتدئہا من ولد ولدہ القاضی ابو
صالح نصر بن ابی بکر بن عبد القادر ولم یقم علیہا بینۃ ولا
عرفہا لہ احد علی ان عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ رجل حجازی
لم یخرج عن الحجاز وھٰذا الاسماء اعنی جنگی دوست اعجمی صریح
کما تراہ ومع ذالک کلہ فلا طریق الی اثبات ھٰذا النسب الا
بالبینۃ الصریحۃ العادلۃ وقد اعجزت قاضی ابا صالح واقربہا
عدم موافقۃ جدہ عبد القادر واولادہ واللہ سبحانہ اعلم
۔یعنے عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ حسنی کی طرف منسوب کیا ہے شیخ جلیل
محی الدین عبد القادر جیلانی بن محمد جنگی دوست کو۔ لیکن نہ شیخ عبد القادر
اور نہ کسی نے انکی اولاد میں سے اس نسب کا دعوےٰ کیا۔ اس دعوے
کی ابتدا ان کے پوتے قاضی ابو صالح نصر بن ابی بکر سے ہوئی۔ لیکن نہ
اس دعوے پر کوئی شہادت قائم ہوئی اور نہ کسی نے اس کو پہچانا۔
علاوہ بر ایں عبد اللہ مذکور مرد حجازی تھا جو حجاز سے کبھی نہیں
نکلا۔ (اس لئے ان کی جو اولاد ہوئی ہوگی وہ حجاز میں ہی ہوئی
اس لئے ان کے نام عربی ہی رکھے ہوں گے) اور جنگی دوست صاف
عجمی نام ہے۔ جیسا کہ تو دیکھتا ہے۔ باوجود ان سب باتوں کے اس
نسب کے اثبات کے لئے شہادت صریحہ عادلہ کے سوا کوئی طریقہ نہیں

جس سے قاضی ابو صالح عاجز رہا۔ اور اس عدم ثبوت کو مضبوط کیا اس امر
نے کہ ابو صالح کا جد عبد القادر اور اس کی اولاد اس دعوے میں اس سے
موافق نہیں۔ اور زبر الانساب میں عبد الرحمٰن اصفہانی نسابہ نے
لکھا ہے۔ اما کون الشیخ عبد القادر الجیلانی ہاشمیا او فاطمیا
ففی اہل الانساب خلاف والاصح انہ غیر ثابت یعنے شیخ عبد القادر
جیلانی کے ہاشمی یا فاطمی ہونے میں اہل انساب کو اختلاف ہے۔ اصح یہ ہے
کہ اس کا سید ہونا ثابت نہیں اور سید احمد بن محمد الحسینی نسابہ نے شجرۃ
الاولیا میں لکھا ہے۔ اعلم ان معتقد بعض الناس ان عبد القادر
الجیلانی الذی ہو مدفون ببغداد والعام یزعمونہ صاحب
مقامات وکرامات بل من جملۃ الواصلین الی الحق واشتہر
عندہم بعلم الشرق وقد کان من جملۃ اولاد محمد بن داؤد بن
موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ الجون بن عبد اللہ بن الحسن
المثنیٰ بن الحسن بن علی بن ابی طالب مستدلا علیٰ ذلک بیت شعر
یرویہ عنہ رجل نصرانی ومضمون ذالک البیت انا من ولد
خیر الحسنین وقد انکرہ جمہور علماء الانساب وقالوا لم یجم
عن احد النقل بکون الرجل من جملۃ السادات وقال بعضہم ان الرجل
نفسہ ایضا لم یدع ذالک ولا ادعاہ بالنسبۃ الیہ احد غیرہ
مدۃ حیاتہ وان اول من اظہر ہذہ الدعویٰ الباطلہ ہو نصر
بن ابی بکر بن الشیخ عبد القادر المذکور یعنے بعض لوگوں کا اعتقاد
ہے۔ کہ عبد القادر الجیلانی جو بغداد میں مدفون ہے اور جس کو عوام صاحب
مقامات وکرامات بلکہ واصل الی الحق خیال کرتے ہیں اور ان کے نزدیک
علم الشرق مشہور ہے۔ محمد بن داؤد حسنی کی اولاد سے تھا۔ اس شعر
کی دلیل پر جو اُنسے ایک نصرانی نے روایت کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے

کہ ہیں حسن وحسین علیہما السلام کی اولاد سے ہوں۔ لیکن تمام علماء انساب
نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ کسی نقل صحیح سے ثابت نہیں کہ یہ شخص
سادات میں سے تھا۔ اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ اس شخص نے خود بھی کبھی
یہ دعوے نہیں کیا اور نہ اسکی زندگی میں کسی اور نے اس کی نسبت یہ دعوے
کیا۔ پہلا شخص جس نے یہ جھوٹا دعوے ظاہر کیا نصر بن ابی بکر بن
عبد القادر مذکور ہے اور سید جمال الدین احمد حسنی بن علی بن حسین بن علی
بن مہنا بن عنبۃ الاصغر بن علی عنبہ بن محمد بن یحیے بن عبد اللہ بن محمد
بن یحیے بن محمد بن داؤد بن موسے الثانی بن عبد اللہ صالح شیخ رضی بن
موسے الجون بن عبد اللہ المحض بن الحسن المثنے بن الامام حسن بن الامام
علی المرتضے بن ابی طالب علیہم السلام نے کتاب **تحقیق الطلاب**
**فی معرفۃ شجرۃ الانساب** قلمی ص ۴۳ پر عبد اللہ کے ذیل میں لکھا ہے

قال الشریف ابو النظام موید الدین عبید اللہ نقیب واسطی
الاشتری الحسینی فی کتابہ الثبت المصاق الذی شجرۃ الشریف
الکبیر محمد بن احمد الحمیدی الحسینی النسابہ وسماہ شجرۃ
الکشاف لاصول السادۃ الاشراف ما نصہ برمتہ وقد نسبوا الی
عبد اللہ بن محمد بن یحیے المذکور الشیخ الجلیل الباز الاشہب
صاحب الخطوات محی الدین عبد القادر الگیلانی فقالوا ھو
عبد القادر الگیلانی ابن محمد بن جنگی دوست بن عبد اللہ
المذکور ولم یدع الشیخ عبد القادر ذالک ولا احد من اولادہ
وانما ابتدء بھذا الدعوی ولد ولدہ القاضی ابو صالح نصر بن
ابی بکر ابن الشیخ عبد القادر علی ان عبد اللہ المذکور رجل
حجازی لم یخرج من الحجاز وھذا اعنی جنگی دوست اعجمی صریح
کما تراہ وقال العمری فی مشجرات نسبوا ھذا الشیخ محی الدین

عبد القادر الگیلانی الی عبد الله بن محمد بن رومیه یقال لولده
بنو الرومیه کما یقال لمحمد المذکور ولم یدع الشیخ عبد القادر
هذا النسب ولا احد من اولاده وانما ابتدعها ولد ولده القاضی
ابو صالح نصر بن ابی بکر بن عبد القادر ولم یقم علیها بینة ولا
عرفها له احد علی ان عبد الله بن محمد بن یحیی رجل حجازی
لم یخرج من الحجاز وهذا الاسم اعنی جنگی دوست اعجمی صریح کما تراه
ومع ذالك فلا طریق فی اثبات هذا النسب الا بالبینة العادلة
وقد اعجزت القاضی اباصالح واقر بها عدم موافقة جده الشیخ
عبد القادر واولاده له والله سبحانه وتعالی اعلم ومن المعلوم
ان اباصالح نصر بن ابی بکر عبد الرزاق ابن الشیخ عبد القادر
رضی الله تعالی عنه الجیلی لما ابتدء هذه الدعوی عورض علیها
من علماء النسب ولم یقم علیها بینة شرعیة وبقیت هذه
الدعوی مطویة تحت سجف الانکار لاسباب منها ان النسبة
التی ادعاها نصر بن عبد الرزاق کتب فیها ان اباه عبد الرزاق
ابن الشیخ عبد القادر ابن ابی صالح جنگی دوست ابن موسی بن
عبد الله بن یحیی بن محمد والذی صح عند علماء هذا الشان کافة
علی ان عبد الله الذی نسبوا الیه جنگی دوست هو ابن محمد بن
یحیی وعبد الله هذا ابن محمد هو المعروف بابن الرومیه لم
یعقب وانما الذی اعقب اخوه یحیی بن محمد بن یحیی فمن
اختلاف الاسماء والانحراف بالعقب انکرت النسبة المذکورة
ومن اسباب الانکار ان عبد الله بن محمد بن الرومیه الذی
نسبوا الیه جنگی دوست توفی فی المدینة لیلة عام اربعمائة
وخمسین وقیل عام اربعمائة وستین علی الاصح ودفن

فی البقیع وعمره یوم وفاته دون العشرین ولم یعقب احدا کما
صححه الافطس الشریف والحمیدی وغیرهما ومن المعلوم ان
ولادة الشیخ عبد القادر عام سبعین واربعمائة فعلی هذا یقال
حسن الظن یلزم بتصدیق ما غاب علمه حقیقة عن الرجل الذی
اخذ بما قیل من حفظ حجة علی من لم یحفظ هذا اذا لم تقم فی الامر
دعوی شرعیته وحیث ان هذا البطن لم یدخل منه احد جیلان
العجم ولا گیلان العراق فما ثم فی شانه الا حسن ظن والتوقف
عن القطع بالانکار ولو ثبت لی بطریق صحیحة ادعاء الشیخ
عبد القادر قدس سره هذه النسبة لصدقت لما ثبت عندی
من صدق حاله وعلو مقام ولایته ولقطعت بصحتها جزما
ولکن حیث لم یثبت ذلک فحسن الظن ورعا والله العلیم
بحقائق الامور انتهی وقال ابن میمون الشریف النسابه فی
کتاب کتبه جوابا لکتاب القاضی ابی صالح الذی طلب منه
به ادخاله فی شجرة بنی آل الحسن السلام علیکم ورحمة الله
اما انت فعرفناک قاضیا واما ابوک عبد الرزاق فهو رجل
فقیه صالح واما جدک الشیخ عبد القادر فهو شیخ صوفی محقق
یتبرک به ویطلب صالح دعائه وانما نسبه فکما انت الحقت
فی بعض کتبک بشتبری ینتهی الی بشتبر بطن من الهرامزة
بفارس فاتق الله ودع الهاشمیة لاهلها انتهی یا عباد الله
اعلموا رحمکم الله ان التقی والورع والولایة امر آخر والنسب
والاتصال الحقیقی بالحسن والحسین ابنی امیر المؤمنین علی
ابن ابی طالب امر آخر ولما لم یدع الشیخ عبد القادر رحمه الله
هذا النسب انما ادعاه ولد ولده الذی کتب الی میمون

الشریف النسابۃ ان یدخل نسبہ فی شجرۃ بنی ال الحسن وکتب فی جوابہ ابن میمون انک قاضی وابوک رجل فقیہ صالح وجدک شیخ ولی تقی وانک کتبت الی قبلہ انا بشنبری منسوب الی بشنبر بطن من الھرامزہ بفارس فاتق اللہ ودع الھاشمیۃ لاھلھا فکیف یقال انہ سادۃ وشریف من السادات وشرفاء ال الحسن بن علی ابن ابی طالب وکیف نسب نسبہ قدس سرہ الی الغیر ونحن نتقی اللہ من ان نتصل نسبہ الی غیر ابیہ وقال النبی صلعم من انتسب الی غیر ابیہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین انتھی خلاصہ مطلوب ہے کہ شریف ابو النظام مرید الدین عبید اللہ نقیب واسطی الاشتری الحسینی نے اپنی کتاب الثبت المصاق میں لکھاہے کہ لوگوں نے منسوب کیاہے عبد اللہ بن محمد بن یحیے مذکور کی طرف شیخ جلیل باز الاشہب صاحب الخطوات محی الدین عبد القادر گیلانی کو اور کہاہے کہ وہ عبد القادر گیلانی بن محمد بن جنگی دوست بن عبد اللہ مذکور ہے حالانکہ نہیں دعوے کیا شیخ عبد القادر نے اسکا اور نہ کسی نے اسکی اولاد میں سے۔ اس دعوے کی ابتدا اسکے پوتے قاضی ابو صالح نصر بن ابی بکر بن شیخ عبد القادر نے کی۔ لیکن عبد اللہ مذکور تو حجازی تھا جو حجاز سے نہیں نکلا اور یہ یعنی جنگی دوست صریح عجمی ہے۔ عمری نے اپنے مشجرات میں کہاہے کہ منسوب کیاہے اس شیخ محی الدین عبد القادر گیلانی کو عبد اللہ بن محمد بن رومیہ کی طرف جس کی اولاد کو بنو الرومیہ کہتے ہیں۔ حالانکہ نہ شیخ عبد القادر نے اور نہ کسی نے اسکی اولاد میں سے اس نسب کا دعوے کیا۔ اس دعوے کی ابتدا اس کے پوتے ابو صالح نصر نے کی۔ لیکن اسکے دعوے پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی اور نہ اس کے اس نسب کو کسی نے پہچانا۔ مزید براں عبد اللہ مذکور

مرد حجازی تھا جو کبھی حجاز سے باہر نہیں نکلا اور جنگی دوست صاف
عجمی نام ہے جیساکہ تو دیکھتا ہے اور باوجود اسکے اس نسب کے ثابت کرنے
کے لئے کوئی طریق نہیں سوائے بینہ عادلہ کے۔ لیکن قاضی ابو صالح اسکے
لانے سے عاجز رہا اور اس کے جد شیخ عبد القادر اور اسکی اولاد کی عدم
موافقت سے انکا دعوئے ثابت ہونے سے قاصر رہا۔ اور اللہ تعالےٰ
زیادہ جاننے والا ہے اور یہ معلوم ہے کہ جب ابو صالح نے اس دعوئے کی ابتدا
کی تو اسپر علماء نسب نے اعتراض کئے اور اس دعوے پر کوئی بینہ شرعیہ
قائم نہ ہوا۔ اور یہ دعوئے بوجوہ ذیل انکار کے نیچے پڑا رہا۔ اور وہ وجوہ یہ ہیں
کہ جس نسبت کا نصر بن عبد الرزاق نے ادعا کیا اس میں لکھا کہ اس کا باپ
عبد الرزاق بن شیخ عبد القادر بن ابی صالح جنگی دوست بن موسےٰ بن عبد اللہ
بن یحیےٰ بن محمد ہے اور علماء کے نزدیک یہ بات درجۂ صحت کو پہنچی ہے کہ جس
عبد اللہ کی طرف جنگی دوست منسوب کیا گیا ہے وہ ابن محمد بن یحیےٰ ہے اور
عبد اللہ ابن محمد المعروف بہ ابن رومیہ کی اولاد نہیں ہوئی اور جس سے
اولاد ہوئی ہے وہ اس کا بھائی یحیےٰ بن محمد بن یحیےٰ ہے۔ پس ناموں کے اختلاف
اور بے اولاد کے ساتھ الحاق کی وجہ سے نسبت مذکورہ کا انکار کیا گیا ہے
اور اسباب انکار سے یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن محمد بن رومیہ نے جس کی
طرف جنگی دوست منسوب کیا گیا ہے۔ مدینہ میں ۲۵۳ھ یا علی الاصح ۲۶۰ھ
میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوا۔ اور اس کی وفات کے دن اسکی
عمر بیس سال سے کم تھی۔ اور اس نے اولاد پیچھے نہیں چھوڑی جیسا کہ
تصحیح کی ہے شریف افطس و عمیدی وغیرہما نے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ
شیخ عبد القادر کی ولادت ۴۷۱ھ میں ہوئی۔ بنا بریں حسن ظن لازم کرتا
ہے تصدیق اس کی جس کا علم غائب ہو کسی آدمی سے اور چونکہ اس بطن میں سے
کوئی جیلان عجم یا گیلان عراق میں داخل نہیں ہوا اس لئے سوائے حسن ظن کے

اور یقینی انکار سے بچنے کے اور کیا ہو سکتا ہے اگر مجھے طریقہ صحیحہ سے یہ ثابت ہو جاتا کہ شیخ عبد القادر قدس سرہ نے اس نسبت کا ادعا کیا ہے۔ تو میں اس کی تصدیق کرتا بہ سبب اس کے صدق حال اور علو مقام ولایت کے اور جزماً اس کی صحت کا فیصلہ کرتا۔ لیکن چونکہ یہ ثابت نہیں۔ اسلئے حسن ظن بہتر ہے اور اللہ تعالےٰ حقائق امور کو جاننے والا ہے۔ اور ابن میمون الشریف نسابہ نے اس خط میں جو اس نے قاضی ابو صالح کے خط کے جواب میں لکھا جبکہ قاضی ابو صالح نے اسے کہا کہ اسے آل حسن میں داخل کرے۔ لکھا ہے۔ کہ بعد از سلام واضح ہو کہ ہم تجھے جانتے ہیں کہ تو قاضی ہے اور تیرا باپ عبد الرزاق رجل فقیہ صالح تھا۔ اور تیرا دادا شیخ عبد القادر شیخ صوفی تقی تھا۔ لوگ اس سے برکت لیتے تھے اور اس کی نیک دعاوں کی خواہش کرتے تھے۔ لیکن جیسا کہ تو نے بھی اپنے بعض خطوط میں لکھا ہے اس کا خاندان بشتبری ہے۔ جو منتہی ہوتا ہے بشتبر پر جو فارس میں ہرامزہ میں سے ایک بطن ہے۔ پس تو اللہ سے ڈر اور ہاشمیت اس کے اہل کے لئے چھوڑ دے انتہے۔

اے اللہ کے بندو! اللہ تم پر رحم کرے۔ تم جانو کہ پرہیز گاری اور ولایت ایک دوسری چیز ہے اور حضرات حسنین فرزندان امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہم السلام سے اتصال اور نسب ایک اور چیز ہے۔ اور جبکہ شیخ عبد القادر نے اس کا دعوےٰ نہیں کیا اور یہ دعوےٰ اس کے پوتے نے کیا جس نے ابن میمون الشریف النسابہ کو لکھا کہ اس کا نسب آل حسن کے شجرہ میں داخل کرے اور ابن میمون نے اس کے جواب میں لکھا کہ تو قاضی ہے اور تیرا باپ ایک فقیہ اور صالح آدمی تھا اور تیرا دادا شیخ ولی تقی تھا اور تو نے اس سے پہلے لکھا ہے کہ تو بشتبری ہے جو منسوب ہیں بشتبر کی طرف جو بطن ہے ہرامزہ میں سے فارس میں۔ پس تو اللہ سے ڈر اور ہاشمیت اس کے اہل کیلئے چھوڑ۔ پس کیسے کہا جائے کہ یہ سادات و شرفاء آل حسن علیہ السلام سے تھے اور کیسے نسبت دین ہم ایسے

نسب کو غیر کی طرف اور ہم اللہ سے ڈرتے ہیں کہ اسکے نسب کو ملائیں اسکے باپ کے علاوہ کسی اور شخص سے اور حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور سے منتسب ہو۔ اسپر اللہ۔ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ صاحب سلسلۃ العقیان نے عمری نسابہ کے جلالت فن کو تسلیم کیا ہے لیکن یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اسی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر اسے بطریق صحیح ثابت ہو جائے کہ شیخ عبد القادر نے اس نسبت کا ادعا کیا تو وہ ان کی تصدیق کرتا اور پھر فرماتے ہیں کہ چونکہ حضرت شیخ کا دعوے قطعی طور سے ثابت ہو گیا اس لیئے انکار کی جڑ ہی اُکھڑ گئی۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر ادعائے شیخ طرق صحیحہ سے عمری کو ثابت ہوتا تو وہ تصدیق کرتا۔ چونکہ طرق پیش کردہ اس کے نزدیک صحیح نہ تھے اسلیئے اُس نے تصدیق نہ کی۔ اور اگر بالفرض اور صحیح طرق سے یہ دعوے اس کے نزدیک ثابت ہوتا۔ تو بھی یہ نسابہ فن نسب اس کی تصدیق نہ کرتا۔ کیونکہ از روے علم نسب جو اعتراض اس دعوے پر ہیں وہ لاجواب ہیں اور صاحب سلسلۃ العقیان نے ان کو چھوا بھی نہیں۔ بلکہ یہ تصدیق محض حسن ظن کیوجہ سے ہوتی۔ فرمائیے حسنِ ظن نسب میں کس کام آتا ہے۔ بہر حال سیادت شیخ کے متعلق جس دلیل کو لیں وہ ظن سے خالی نہ ہو گی وَاِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا علاوہ ازیں تمام اکابر و مشاہیر علماء نسب نے جناب شیخ عبد القادر جیلی کی سیادت سے انکار کیا ہے اور اسے بشتبری لکھا ہے۔ ان کثیر التعداد نسابہ میں سے ہم ذیل میں چند حسنی و حسینی نسابہ کے نام لکھتے ہیں جنہوں نے السابیان کیا ہے۔

سید شجری[۱]۔ سید ضیاء الدین ابو الرضی فضل اللہ[۲]۔ سید ابو احمد محمد نسابہ[۳]۔ سید سعید ذوی الاوقار سید جعفر[۴]۔ سید ابن سلیمہ[۵]۔ سید ابو البرکات[۶]۔ سید قطب[۷] ابو عبید ابو حسین بن سید علم الدین نقیب الطاہر۔ سید ابو الغنائم[۸]

عبد اللہ بن سید ابو محمد حسن[9] قاضی دمشق صاحب مبسوط۔ سید مجد الدین[10]
محمد بن نقیب علم الدین علی۔ سید[11] ابو طالب جلال الدین عبد اللہ تقی۔
سید شمس[12] الدین ابو علی عبد الحمید نسابہ۔ سید ابو[13] علی جلال الدین عبد الحمید نسابہ۔
سید جلال[14] الدین بن ابی القاسم بن سید فخر الدین یحیےٰ۔ سید ابو[15] الحسن علی قاضی
طبرستان از اولاد حضرت عباس علمدار شہید کربلا۔ سید ابو[16] علی عمر نسابہ۔
سید ابو[17] الغنائم محمد نسابہ۔ سید ابو[18] الحسن علی نسابہ۔ سید ابو[19] طالب یحیےٰ حسنی۔
سید ابو[20] الحسین احمد۔ سید جعفر[21] محمد نسابہ۔ سید ابو[22] اسماعیل ابراہیم۔ سید
رضی[23] الدین احمد۔ سید تاج[24] الدین محمد۔ سید ابو[25] الفضائل جمال الدین احمد۔
سید غیاث[26] الدین حسین و ابو العباس[27] احمد فرزندان ابو تغلب عمید الدین علی۔
سید ابو[28] عبد اللہ حسین۔ ابو العباس[29] احمد۔ سید ابو تغلب[30] حمید الدین علی۔
اس کے علاوہ دیکھو کتاب نہایۃ الطالب عربی جسے سید تاج الدین محمد حسنی
نے بارہ جلدوں میں تصنیف کیا ہے اور ہر جلد میں قریباً ۴۵۰ اوراق ہیں۔
نیز ملاحظہ کرو کتاب منتقلہ مؤلفہ سید ابو اسماعیل ابراہیم حسنی کو جس میں
جناب شیخ عبد القادر صاحب کو بُت تبری لکھا ہے۔ مندرجۂ بالا تحقیق علماء
نسب سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد رومیہ کے بیٹے۔ یحیےٰ کے بیٹے محمد کے دو بیٹے
تھے عبد اللہ و یحیےٰ۔ اور یہ کہ یحیےٰ ابن رومیہ کا کوئی بیٹا عبد اللہ نامی نہیں
تھا۔ بلکہ یہ اس کا پوتا تھا اور یہ بیس سال کی عمر میں لاولد ہی دنیا سے رخصت
ہوا۔ پھر معلوم نہیں کہ لاولد کے ساتھ الحاق کرنے سے جناب شیخ عبد القادر
سید کیسے بنگئے۔ عبد اللہ جس کو پہلے شجروں میں جناب شیخ کا پڑدادا بتلایا
گیا ہے حسب تحقیق نسابہ سنہ ۴۶۰ھ میں بعمر ۲۰ سالہ انتقال کرگئے۔ اگر فرض
کرلیا جائے کہ انکے اولاد ہوئی۔ اور یہ بھی فرض کرلیا جائے کہ وہ ۱۵ سالہ
عمر میں شادی شدہ بھی ہو گئے تھے تو سنہ ۴۶۰ھ میں ان کے بیٹے کی عمر چار یا
پانچ سال کی ہوسکتی ہے۔ اور سنہ ۴۷۰ھ میں ۱۴ یا ۱۵ سال کی۔ اور سنہ ۴۷۰ھ

میں جناب شیخ جیلانی کی ولادت بتلائی جاتی ہے - یہ گورکھ دھندا سمجھ میں نہیں آتا کہ جس سال یہ پیدا ہوئے مندرجہ بالا تخمینہ کے مطابق اسکے دادا کی عمر اسوقت ۱۴ یا ۱۵ سال کی تھی - ۱۴ یا ۱۵ سال کی عمر میں اس کے ہاں بیٹے اور پوتے کا ہو جانا بالکل محال ہے - ہاں اگر اسے کرامت شیخ بتلایا جائے تو مریدوں کے لئے سوائے حسن ظن کرنے کے اور کیا چارہ ہو سکتا ہے -

یہ بھی اوپر بیان کیا گیا ہے کہ جس عبد اللہ کی طرف جناب شیخ کو منسوب کیا گیا ہے وہ مدینہ میں مرا اور کبھی ملک حجاز سے باہر نہیں نکلا - بلکہ محققین نسابہ کے بیان کے مطابق اس بطن سے کوئی نہ گیلان عجم میں گیا اور نہ جیلان عراق میں لیکن جناب شیخ کے والد صاحب عجمی تھے - جیسا کہ ان کے نام اور سکونت سے ظاہر ہے قلائد الجواہر ص۳ پر لکھا ہے کہ ان کے باپ کا نام ابو صالح جنگی دوست اور کہا گیا ہے کہ جنکا دوست موسےٰ تھا - حافظان ذہبی و ابن رجب کا قول نقل کیا ہے کہ یہ ابو صالح عبد اللہ بن جنگی دوست تھا اور یہی ص۶ پر بحوالۂ العابر منقول ہے - لیکن بحوالۂ تاریخ الاسلام و تاریخ محب الدین محمد بن نجار جنکا دوست لکھا ہے اور بحوالۂ طبقات حافظ زید الدین ابن رجب ابو صالح عبد اللہ بن جنگی دوست بن ابی عبد اللہ الجیلی لکھا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جنگی دوست اسم تھا نہ لقب اسلئے کہ تمام مؤرخین نے یہی نام لکھا ہے صرف صاحب قلائد نے بصیغۂ تمریض جنکا دوست موسے لکھا ہے - لیکن اس قول پر خود اُسے بھی اعتبار نہیں - اور اگر محبت قتال کی وجہ سے انکا یہ لقب عجم میں آکر ہوا تو ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ یہ کب حجاز سے عجم میں آئے - اور کتنی لڑائیاں لڑے کہ انکا لقب جنگی دوست ہوا - اور عیش صاحب کا قلائد الجواہر دیکھکر یہ کہنا لانہ کان یحب القتال درست نہیں کیونکہ قتال کا فارسی ترجمہ جنگ ہو سکتا ہے نہ جنگی پس جب تک معتبرین نسابہ کے حوالے سے یہ ثابت نہ کیا جائے کہ جنگی دوست حجاز میں پیدا ہوئے

نہ عجم میں تب تک ان کی عجمیت بدل نہیں سکتی - اور شبیر و شبر پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے - اگر ان کے والد سید حسنی تھے تو مدعی پر لازم ہے کہ وہ معتبر کتب نسب سے ثابت کرے کہ جیلان عجم اور گیلان عراق میں امام حسن علیہ السلام سے لیکر ابتک سادات حسنیہ میں سے کس کس نے سکونت اختیار کی - ہم تحقیق کے لئے مخالف سے یہ بھی التجا کریںگے کہ شجرۂ مندرجہ سلسلۃ العقیان کے ہر فرد کی سن ولادت - عمر - وقت سال و سبب وفات - مقام قبر - اسماء اولاد ذکور و اناث - اسماء امہات - مختصر شجرۂ امہات - اسماء قبیلۂ امہات - اسماء اولاد کسی معتبر کتاب نسب مصنفۂ نسابہ حسنی یا حسینی سے لکھکر شائع کریں" تاکہ سارا نقشہ سامنے آنے سے جناب شیخ کی سیادت یا شیخیت پر روشنی پڑ سکے - شجرۂ نمبر ۱ و ۲ و ۳ میں جناب شیخ عبد القادر اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے درمیان گیارہ پشت کا فاصلہ دکھلایا گیا ہے اور اسی بنا پر صاحب کبریت احمر نے لکھا ہے کہ شاید عدد یازدہ سلسلۂ قادریہ میں اسی وجہ سے اختیار ہوا ہے - لیکن شجرہ نمبر ۲ و ۳ میں صرف دس پشتوں کا فاصلہ ہے - اس سے ظاہر ہوا کہ جناب شیخ کے شجرہ میں اختلاف ہے بلکہ انکے باپ کے نام میں بھی اختلاف ہے - کسی نے ابو صالح بن موسیٰ کو اُن کا باپ بنایا ہے - کسی نے ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن عبد اللہ کو کسی نے ابو صالح جنگی دوست کو اور کسی نے ابو صالح عبد اللہ بن جنگی دوست کو یعنے کسی نے موسیٰ کو ان کا دادا بتلایا ہے اور کسی نے باپ - کسی نے جنگی دوست کو انکا باپ بنایا ہے اور کسی نے دادا - ایسا ہی شجرہ ا و ۲ و ۳ میں عبد اللہ کو جناب شیخ کا پڑدادا ظاہر کیا گیا ہے لیکن شجرہ ۵ و ۶ میں اسی عبد اللہ کو انکا دادا بتلایا گیا ہے اور قلائد الجواہر صفحہ ۳ پر ابو عبد اللہ کو اس کا دادا بنایا ہے اور شجرہ نمبر ۸ میں عبد الرحیم کو انکا دادا - اسی طرح پہلے تین شجروں میں عبد اللہ کو یحییٰ کا بیٹا بنایا ہے

لیکن آخری دو شجروں میں یہی عبد اللہ یحییٰ کا پوتا بنتا ہے۔ اسی طرح شجروں کے دیکھنے سے آپ کو اور بھی اختلاف معلوم ہوں گے ؛

الحاصل ان کے باپ کا صحیح پتہ کثرت تعبیر سے ملنا مشکل ہو گیا اور یہ نقص کی بات بھی نہیں۔ کیونکہ ایسے ہی آدمی اہلجماعت میں بڑے ہو جایا کرتے ہیں۔ اسوقت کس کو علم تھا کہ یہ کسی زمانے میں قطب الاقطاب کا لقب پائینگے۔ لیکن اس مجہولیت کی وجہ سے اتنا معاملہ ضرور قابل غور ہے کہ جس بزرگوار کے باپ اور دادے کا نام بلا اختلاف ثابت نہیں۔ اس کی اوپر کی پشتوں کا صحیح پتہ کیسے لگ گیا۔ لیکن علماء نسب کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب شیخ صاحب کا دامن اس شجرہ سازی اور سید گری سے پاک ہے۔ یہ بعد کی نسلوں کی کارروائی ہے۔ گلدستۂ کرامت صفحہ ۹۴ پر بحوالۂ قلائد الجواہر لکھا ہے کہ جناب شیخ نے فرمایا کہ ایک روز ہم بعالم طفولیت خواب راحت میں تھے کہ فرشتگان آسمانی بحکم ربانی ہم کو اٹھا کر حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں لے گئے۔ انہوں نے ہم کو گود میں اٹھایا۔ چھاتی سے لگایا اور اتنا پیار کیا کہ پستان مبارک میں دودھ بھر آیا اور پھر پستان ہمارے منہ میں رکھکر دودھ پلایا۔ اتنے میں جناب رسالتمآب بھی وہاں رونق افروز ہوئے اور فرمایا یا عائشہ ھذا ولدنا حقًّا قلائد الجواہر صفحہ ۵ پر یہ حکایت یوں لکھی ہے۔ قال رایت فی المنام کانی فی حجر عائشہ ام المومنین وانا ارضع ثدیہا الایمن ثم اخرجت ثدیہا الایسر فرضعتہ ندخل رسول اللہ فقال یا عائشہ ھذا ولدنا حقًّا اس کرامت سے یہ فائدہ ہوا کہ جناب شیخ سید صدیقی بنگئے اور جناب عائشہ موت کے بعد ام الولد۔

الغرض معتبرین نسابہ کا فیصلہ آپ سن چکے۔ لیکن سلسلۃ العقیان کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ خود جناب شیخ اور ان کے بیٹے عبد الرزاق نے بھی دعوےٰ سیادت کیا۔ اس دعوے کو ہم محک امتحان پر پرکھنا چاہتے ہیں۔ مصنف

سلسلۃ العقیان پر لازم تھا کہ وہ جناب شیخ عبد القادر و شیخ عبد الرزاق کے معاصرین کی شہادت سے ثابت کرتا کہ شیخین نے اس نسب کا ادعا کیا جس کی طرف شیخ اول کے پوتے ابو صالح نصر نے ان کو منسوب کیا۔ یہ تو ایسی شہادت کوئی بھی پیش نہیں کر سکا۔ لیکن ہم نے اوراق ماسبق میں نقل کیا ہے۔ کہ ابو صالح کا معاصر ابن میمون الشریف النسابہ تھا اس نے ابو صالح کو خط لکھا کہ شیخ عبد القادر صوفی بشتبری تھا نہ سید ہاشمی اور اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابو صالح کے ادعاے سیادت سے قبل وہ خود اپنے آپکو بشتبری لکھا کرتا تھا۔ جس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اسوقت تک اس کے خاندان والے اور اُس کے بزرگ اپنے آپکو بشتبری لکھا کرتے تھے۔ اگر شیخ عبد القادر و عبد الرزاق کا دعوئے سیادت اس حد شہرت تک پہنچا ہوتا جس حد تک صاحب سلسلۃ العقیان اسکو مانتا ہے اور اگر فتوح الغیب عبد الرزاق کے ہاتھ کی لکھی ہوئی اسکے بیٹے کے پاس ہوتی اور اُس میں شیخ عبد القادر کا سید ہونا مذکور ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ ابو صالح نصر دعوئے سیادت سے پہلے اپنے آپ کو بشتبری لکھتا۔ اور ابن میمون نساب کو اس شہرت کی خبر بھی نہ ہوتی حالانکہ ایک ہی پشت کا فاصلہ تھا اور اس زمانہ میں شیخ عبد القادر کے کئی معاصر زندہ ہونگے۔ اگر یہ اشعار جنمیں شیخ عبد القادر کا دعوئے سیادت کرنا بیان کیا جاتا ہے۔ کچھ اصلیت رکھتے۔ تو ابو صالح فتوح الغیب اور ان اشعار کو ہی معترض نسابہ کے سامنے پیش کرتا۔ لیکن ایسا کرنا کہیں سے ثابت نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ یہ الجیلی تصرفات سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔

صاحب کتاب مذکور نے پہلا ثبوت دعوئے سیادت شیخ کا یہ دیا ہے کہ بہجۃ الاسرار مؤلفہ سنہ ۶۶۰ھ اور قلائد الجواہر صـ ۲۶ پر ہے کہ شیخ صاحب نے فرمایا کل ولی علیٰ قدم نبی و انا علیٰ قدم جدی

صلی اللہ علیہ وسلم یعنے ہر ولی کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے مگر میں اپنے
جد کے قدم پر ہوں اس کی نسبت عرض ہے کہ اول تو بہجۃ الاسرار جناب شیخ عبد القادر
صاحب کی وفات کے سو سال بعد لکھی گئی۔ اور پھر یہ کہ یہ کتاب مناقب میں
لکھی گئی ہے اور روایات مناقب میں تسامح ہوا کرتا ہے۔ اسلئے محض
بہجۃ الاسرار میں دعوے کی نقل سے اسکی صحت ثابت نہیں ہوتی۔ اور
اگر بالفرض صحیح بھی ہو تو روایات احاد سے ہے جو ظنی ہوا کرتی ہیں۔ اور نسب
میں ظنیات قابل اعتبار نہیں۔ علاوہ برایں یہ کلام اصطلاح اہل تصوف
میں کشف کہلاتا ہے اور اگر یہ صحیح بھی ہو تو بھی اہل تصوف کے نزدیک کشوف
والہام ظنی ہوا کرتے ہیں۔ ایسے ہی الہاموں کا ادعا مرزا غلام احمد قادیانی
نے بھی کیا ہے وہ نسباً تو مغل ہے لیکن الہاماً اسنے یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ
فارسی الاصل ہے۔ لیکن چونکہ کشوف ظنی ہوا کرتے ہیں اسلئے اسنے بھی اپنا
نسب تبدیل نہیں کیا۔ صاحب سلسلۃ العقیان کو چاہئے تھا کہ قلائد الجواہر
کی ساری عبارت نقل کرتا تاکہ مبصرین سمجھ لیتے کہ آیا ایسے کلمات کسی
عاقل کے نزدیک قابل احتجاج ہیں۔ عبارت قلائد یہ ہے وکان رضی اللہ
عنہ یمشی فی الھواء علی رؤس الاشھاد فی مجلسہ ویقول ما
تطلع الشمس حتی تسلم علیّ وکذا السنۃ والشھور والایام
ویخبرونی بما یجری فیھا وتعرض علی الاشقیاء والسعداء وعینی
فی اللوح المحفوظ وانا غائص فی بحار علمہ ومشاھدتہ انا حجۃ اللہ
علیکم ونائب رسول اللہ ووارثہ فی الارض وکان یقول کل
ولی علی قدم نبی وانا علی قدم جدی صلی اللہ علیہ وسلم وما رفع
قدما الا وضعت قدمی فی موضعہ الا ان یکون قدما من اقدام
النبوۃ وقال انا شیخ الملائکۃ الخ یعنے شیخ ہوا میں لوگوں کے سامنے
اپنی مجلس میں چلا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ نہیں نکلتا سورج مگر مجھ پر

سلام کرتا ہے۔ اور سال، مہینے اور دن مجھے سلام کرتے ہیں اور خبر دیتے ہیں
مجھے جو کچھ انمیں جاری ہوتا ہے اور مجھ پر پیش ہوتے ہیں نیک و بد۔ اور
میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے اور میں خدا کے علم اور مشاہدہ کے سمندروں
میں غوطے لگاتا ہوں۔ میں شیخ ملائکہ اور انس و جن ہوں اور کوئی نبی اور
ولی نہیں جو میری مجلس میں نہ آیا ہو زندے اپنے بدنوں کے ساتھ اور
مُردے اپنی ارواح کے ساتھ۔ الغرض کہاں تک لکھوں۔ اہنی میں وہ
قول بھی ہے جو مدعی نے لکھا ہے۔ کیا کوئی عاقل ان اقوال کو قبول کر سکتا
ہے۔ اگر شیخ کے ان اقوال کی صحت ثابت کر دی جائے تو خیر قول زیر بحث
بھی شاید صحیح ہو و اذ لیس فلیس۔ پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ قول
مذکور میں شیخ صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا قدم میرے جد حضرت محمدؐ کے
قدم پر ہے۔ صرف جد فرمایا ہے۔ جس سے ممکن ہے انکا بشتبری جد یا
کوئی اور قریبی جد مُراد ہو۔ اور اس کی تائید فحوائے کلام سے بھی ہوتی
ہے کیونکہ جب ہر ولی نبی کے قدم پر ہوتا ہے تو اگر شیخ بھی ولی تھے تو
یہ بھی کسی نبی کے قدم پر ہوتے خواہ وہ نبی محمد مصطفےٰ ہی ہو۔ لیکن شیخ
کا یہ کہنا کہ ہر ولی ایک نبی کے قدم ہوتا ہے مگر میں اپنے جد کے قدم پر ہوں
صاف ظاہر کرتا ہے کہ انکا جد نبی نہ تھا۔ اور چونکہ حضرت محمد مصطفےٰ یقیناً
نبی تھے اسلئے آپ اسکے جد نہ تھے۔ اور اس لئے شیخ صاحب سید ثابت
نہ ہوئے۔ **دوسری دلیل**۔ شیخ صاحب کے دعوائے سیادت
کی یہ دی ہے کہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۶ میں ہے کہ حضرت رسول اللہ
اور حضرت علی علیہما الصلوٰۃ والسلام نے شیخ صاحب کو اپنا بیٹا فرمایا
اور شیخ نے ان کو اپنا والد کہا۔ یہی روایت "قلائد الجواہر صفحہ ۱۳ پر ہے۔
لیکن اس میں حضرت علی کے قول میں "یا بنیّ" نہیں اصل عبارت یہ ہے۔
فرایت علیاً رضی اللہ عنہ فقال افتح فاک ففتحتہ فتفل فیہ ستا

پھر اسی صفحہ پر یہ روایت اور طرح سے درج ہے۔ اس میں نہ رسول اللہ
نے اسکو بیٹا کہا اور نہ حضرت علی مرتضےٰ نے اور نہ اسنے انکو اپنا باپ۔
ہر دو روایات کا مفہوم یہ ہے کہ ان دونوں بزرگوں نے شیخ صاحب کے
منہ میں تھوکا۔ پس چونکہ ان روایات کے الفاظ میں اختلاف ہے
اس لئے نسب میں احتجاج کے قابل نہیں۔ دوم کتب مناقب میں درج
ہونے کی وجہ سے ان میں تسامح کیا گیا ہے۔ سوم یہ روایات احاد
ظنیہ میں سے ہیں۔ چہارم یہ عند الصوفیہ کشف ہونے کی وجہ سے
ظنی ہیں اور قابل احتجاج نہیں۔ پنجم یہ کہ یہ روایت مقام علم میں وارد
ہے اور اس مقام میں اُستاد شاگرد کو بیٹا اور بیٹا استاد کو باپ
کہتا ہے۔ پس ممکن ہے کہ اسی نسبت سے ابن اور اب واقع ہوا ہو
واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال جب احتمال آئے تو استدلال
باطل ہوتا ہے۔ ششم چونکہ بقول ان کے انہوں نے خواب میں بی عائشہ
صاحبہ کا دودھ پیا۔ ممکن ہے اس لحاظ سے رسول اللہ نے بیٹا کہا ہو۔
تیسری دلیل بعض قصائد سے دی ہے کہ شیخ نے دعوے سیادت کیا۔
لیکن اول تو خود صاحب رسالہ نے ان کی نسبت یہ دعا نہیں کیا کہ یہہ
قصائد باسناد متصل مروی ہیں۔ دوم اگر بالفرض ایسا ہو بھی تو بھی
یہ اخبار احاد سے ہیں اور اس لئے ظنی ہیں اور نسب میں قابل قبول
نہیں۔ سوم ان قصائد کا قلائد الجواہر صفحہ ۳ پر کوئی نشان نہیں حالانکہ
صاحب قلائد نے اس مقام پر شیخ کا کلام منظوم پیش کیا ہے۔ اگر یہہ
قصائد بھی شیخ کا کلام ہوتے تو صاحب قلائد ان کو بھی نقل کرتے۔
چہارم ان اشعار میں ہے ووالدتی زہراء بنت محمدؐ کہ میری
والدہ حضرت زہرا دبنت محمدؐ ہیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ البتہ جیسے مرزا
غلام احمد قادیانی بقول خود استعاروں میں کلام کیا کرتا تھا اور مجازی

سید بنتا تھا۔ اس طرح کی سیادت جناب شیخ کی بھی شاید ہو۔ حقیقی سیادت
تو ثابت نہیں ہوتی۔ ترجمہ۔ ان اشعار میں مبالغہ ہے جیساکہ اس شعر میں
فمن فی رجال اللہ نال مکانتی میرے مرتبہ کو مردان الہی میں سے کون پہنچا
ہے۔ میں تمام پردے پھاڑ کر اس مقام تک پہنچا ہوں جو میرے نانا سے
نزدیک ہے۔ نیز ان میں سے یہ ہے واقدامی علی عنق الرجال میرے
قدم لوگوں کی گردنوں پر ہیں۔ ان اشعار کے قائل نے بہت مبالغہ سے
کام لیا ہے اور شیخ کا مرتبہ تمام سے بڑھا کر رسول اللہ کے بعد دوسرے
درجہ پر کر دیا ہے۔ اس لئے ایسے اشعار سے کوئی حقیقت ثابت نہیں ہوتی۔
الحاصل اگر جناب شیخ کا دعوئے سیادت بتلانا تھا تو غنیہ یا
فتوح الغیب سے انکے اپنے کلام سے ایسا دعوئے پیش کیا جاتا
لیکن افسوس ہے کہ ان کتابوں سے ایسا دعوئے نہ دکھلا سکے۔
دوسری بات یہ ہے کہ جو اشعار وغیرہ پیش کئے گئے ہیں ان میں
بھی مجمل و مبہم ذکر ہے۔ سوال تو یہہ ہے کہ کس واسطے سے یہہ
حسنی ہیں۔ نسابہ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ جس نسبت کا ادعاء
ان کے پوتے نے کیا یا جو نسبت انکی آج دکھلائی جاتی ہے اس کا
ادعاء جناب شیخ سے ثابت نہیں۔ یہ ادعاء نہ پہلے ثابت تھا اور
نہ اب سلسلۃ العقیان کے حوالوں سے ثابت ہوا۔ تدبر۔

**اولادِ شیخ اور سیادت** ۔ حاشیہ قلائد الجواہر صفحہ ۳۶ ذیل فتوح الغیب
میں جناب شیخ عبد القادر جیلی کی اولاد ذکور کے یہ نام لکھے ہیں۔
شیخ عبد الوہاب۔ شیخ عبد الرزاق۔ شیخ عبد العزیز۔ شیخ عبد الجبار
شیخ عبد الغفور۔ شیخ عبد الغنی۔ شیخ صالح۔ شیخ محمد۔ شیخ موسےٰ۔
شیخ عیسےٰ۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ یحییٰ۔ اور قلائد الجواہر صفحہ ۴۲ پر شیخ
عبد اللہ بھی لکھا ہے۔ صاحب سلسلۃ العقیان کو چاہیئے تھا کہ ان

تمام شیوخ کا دعوئے سیادت کتب انساب سے ثابت کرتا۔ لیکن چونکہ ایسا ثابت کرنا غالباً ان کے لئے غیر ممکن تھا۔ اس لئے انھوں نے فتوح الغیب سے صرف شیخ عبد الرزاق کا دعوئے دکھلانیکی کوشش کی۔ حالانکہ فتوح الغیب نسب کی کتاب نہیں۔ بر خلاف اس کے معتبر علماء نسب نے لکھا ہے کہ شیخ عبد القادر کے کسی بیٹے نے دعوئے ہاشمیت نہیں کیا۔ فتوح الغیب کا حوالہ دینے سے قبل مدعی کو چاہیئے تھا کہ یہ ثابت کرتا کہ فتوح الغیب کو شیخ عبد الرزّاق نے ہی روایت کیا ہے۔ اور کسی کتب خانہ کا پتہ دیتا جس میں عبد الرزاق کی لکھی ہوئی فتوح الغیب موجود ہے اور اُس میں اس کے اپنے باپ کا یہی نسب نامہ مندرج ہے جو آجکل بتلایا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ عبارت کسی نے بڑھا دی ہو۔ اور اگر واقعی عبد الرزّاق نے اس نسب کو فتوح الغیب میں لکھا تو اس سے بھی دعوئے ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ معاصرین نسابہ کی شہادتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دعوئے کسی نسابہ کے سامنے پیش نہیں ہوا۔ بلکہ عبد الرزّاق نے کمزوری دعوئے کیوجہ سے اسے کسی کے سامنے پیش کرنے کی جرأت نہیں کی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ سیادت و ہاشمیت ثابت نہیں ہو سکتی۔ اگر عبد الرزّاق کی ہاشمیت مشہور و معروف ہوتی تو ان کے بیٹے نصر کو از سرِ نو تجدید دعوئے اور اثبات دعوئے کی ضرورت لاحق نہ ہوتی۔ نسابہ تو کہہ رہے ہیں کہ ابتداء دعوئے ہاشمیت اسی سے ہوئی ہے۔ اور اسی نے میمون نسابہ کو لکھا ہے کہ اسے آل حسن کے شجرے میں داخل کرے اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ عبد الرزّاق کے کئے بیٹے تھے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ابو صالح نصر۔ عبد الرّحیم۔ اسمٰعیل۔ و ابو المحاسن فضل اللہ (قلائد الجواہر ص۱۲۴) نسابہ نے لکھا ہے کہ ان میں سے صرف

ابو صالح نصر نے دعوے ہاشمیت کیا - باقی تین بیٹوں میں سے کسی کا دعوے کتب انساب میں مذکور نہیں - اگر فتوح الغیب میں عبد الرزاق نے اپنے باپ عبد القادر جیلی کو ہاشمی لکھا ہوتا تو ابو صالح نصر اس اصل کتاب کو اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کر دیتا - اور اگر اس کتاب میں اسوقت واقعاً ایسا لکھا ہوتا - تو عبد الرزّاق کے باقی تین بیٹے بھی ابو صالح کے ساتھ ہی یا اس سے قبل ایسا دعوے کر دیتے - یہ ممکن ہے کہ ابو صالح کی دیکھا دیکھی من بعد ان کو بھی شوق ہاشمیت دامنگیر ہوا ہو - لیکن ابو صالح کے دعوے سے قبل یا اس کے دعوے کے ساتھ ہی انکا دعوے نہ کرنا معاملہ کو زیادہ مشتبہ کر دیتا ہے - موجودہ فتوح الغیب میں سلسلۂ نسب جناب شیخ جیلانی وہی لکھا ہے جو سلسلۃ العقیان میں ہے اور جسے ہم شجروں میں درج کر چکے ہیں - اس فتوح الغیب کی تمہیدی عبارت جو قلائد الجواہر مطبوعہ مصر کے حاشیہ پر ہے یہ ہے - قال والدی رضی اللہ عنہ موید الائمہ سیّد الطوائف ابو محمد محی الدین عبد القادر الجیلانی الحسنی الحسینی الصّدیقی ابن ابی صالح موسٰے جنگی دوست الخ لیکن جو فتوح الغیب حاشیہ غنیۃ الطالبین پر مطبع اسلامیہ لاہور میں بفرمائش شیخ عبد الحی چھپی ہے اس میں یہی عبارت یوں لکھی ہے - قال والدی الشیخ الامام العلامہ العارف الکامل امام الائمہ الطریق وشیخ شیوخ الاسلام علی التحقیق العالم الربانی محی الدین ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ ۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ پہلی بروایت عبد الرزاق ہے اور دوسری بروایت عیسٰے لیکن دوسری مبہم ہے اُس میں وہ نسب نامہ نہیں جو پہلی میں ہے - اگر اس کتاب میں یہ نسب نامہ واقعی لکھا ہوتا تو کیسے ممکن تھا کہ حافظ ذہبی - ابن رجب مورخ صاحب العبر وغیرہ جیسے

منجرین سے یہ نسب نامہ پوشیدہ رہتا اور وہ شیخ کے والد کا نام بجائے
ابی صالح موسے جنگی دوست کے ابی صالح عبداللہ لکھتے قاضی ابو
صالح نصر کے دعوائے سیادت کرنے کا یہ اثر ہوا کہ رفتہ رفتہ باقی ذریت
شیخ بھی سید بنگئی۔ لیکن بعض نے صرف سید بننے پر ہی اکتفا کی اور
انہیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہ کونسے سید بنے ہیں حسنی یا حسینی۔ صاحب
قلائد الجواہر صـ۲۲ پر لکھتا ہے کہ مجھے سلیمان بن عبدالوہاب بن شیخ
عبدالقادر کی ذریت داؤدیہ سے ایک شخص عبدالکریم نامی ملا۔ اس نے
مجھے اپنا نسب یہ بتلایا۔ عبدالکریم بن عبدالوہاب ابن صدقہ بن احمد
بن حسن بن داؤد بن احمد بن منصور ابن سلیمان بن داؤد بن سیف الدین
سلیمان بن عبدالوہاب بن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحسینی اور یہ کہ
اس کا ابن عم صدقہ بن شحانہ بن صدقہ بن احمد بن حسن بن داؤد بن احمد
بن سلیمان بن داؤد بن شرف الدین سلیمان بن عبدالوہاب ابن الشیخ
عبدالقادر الجیلی الحسینی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ شاخ زمانہ صاحب
قلائد الجواہر تک اپنے آپ کو اور شیخ عبدالقادر کو صرف حسینی سید کہتے
تھے نہ حسنی۔ حالانکہ بقول ابو صالح نصر یہ نسباً حسنی تھے۔
ہر مبصر کو معلوم ہے کہ ثبوت سیادت کے لئے دعوائے مدعی اور شہرت بلدیہ
ضروری ہیں دعوائے مدعی کا حال آپ ملاحظہ فرما چکے۔ شہرت بلدیہ کے
ثبوت کے لئے حماۃ شیخ کے پاس ایک پھوٹی ہوئی دلیل بھی نہیں۔ البینۃ
علی المدّعی مشہور ہے اس لئے مدعیان سیادت شیخ کو چاہیئے تھا
کہ وہ ان کی سیادت کی شہرت بلدیہ ثابت کرتے۔ لیکن وہ منکرین سے
دلائل انکار مانگتے ہیں۔ اور ارشاد فرماتے ہیں کہ "جناب نے کسی جیلان
کے شخص کا انکار ان کی سیادت کے متعلق ظاہر نہیں فرمایا"۔
جواباً مودبانہ التماس ہے کہ انکار کے دلائل تب دیں جبکہ دعوائے کیا ہو

لیکن جبکہ جناب شیخ نے دعوےٰ ہی نہیں کیا تو تردید کس کی ہوتی اور انکار کس بات کا کرتے۔ اگر اسی طرح کے دلائل سے سیادت ثابت ہو جایا کرتی ہے۔ تو ہر شخص دعوےٰ سیادت کرکے سید بن سکتا ہے اور ثبوت مانگنے پر آپکی دلیل پیش کرکے کہ سکتا ہے کہ اگر وہ سید نہیں تو ثابت کرو کہ کسی نے ان کے جد کی سیادت کا انکار کیا ہو۔ جو جواب آپ ایسے مدعی کو دینگے وہی جواب ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں۔

جس وقت ذریت شیخ نے دعوےٰ سیادت کیا۔ اسی وقت انکار رہا۔ بلکہ وفات شیخ کے سو سال کے اندر ہی انکار رہا۔ کیونکہ شیخ ۵۶۱ھ میں مرے۔ ابو صالح نصر ۵۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۳۳ھ میں مرے (قلائد ص ۴۶) غالباً ۵۷۹ھ اور ۶۳۳ھ کے درمیان اُسنے دعوےٰ ہاشمیت کیا اور اسی وقت انکار ہوا جیسا کہ پہلے گزرا۔ پس شہرت بلدیہ رفو چکر ہوئی۔

عیش صاحب شہرت بلدیہ ثابت کرنے کے لئے یہ لکھتے ہیں کہ جنگی دوست کا نکاح ایک سید کے ہاں ہوا۔ اس لئے جنگی دوست سید تھا۔ واہ کیا خوب عیش کی باتیں ہیں۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ اسکی دادیوں اور پڑدادیوں میں کئی سیدزادیاں تھیں۔ پس آپ کی دلیل کے مطابق قادیانی بھی ہاشمی ہو گیا۔ گیلانی کو سید ثابت کرنے کیلئے عیش صاحب نے سیادت کو بہت ہی سستا کر دیا۔ اور اس معاملہ میں وہ کسی قدر سچے بھی ہیں۔ کیونکہ اگر اسے اتنا سستا نہ کریں تو شیخ بغدادی کی سیادت کیسے ثابت ہو۔ عیش صاحب نے یہ دلیل دیتے ہوئے بہت مزیدار بیان کیا ہے۔ اور دائرۃ الاصلاح کی ساری کمائی پر پانی پھیر دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ تزویج میں ہم کف (کیا یہ لفظ صحیح ہے؟) ہونا احادیث رسول سے مسلم ہے پس صومعی کا اپنی دختر جنگی دوست کو

تزوج میں دینا صریح اس امر پر دال ہے کہ انکی سیادت نسبی کا وثوق
ان کو حاصل تھا ورنہ سادات کو اپنی لڑکیاں دوسری ذات میں دینے
سے ابتک احتراز ہے۔ الا کسی مجبوری سے۔ اس دلیل سے ثابت ہوا کہ
حضرت ام کلثوم بنت علیؑ کا نکاح جناب عمر خطاب سے نہیں ہوا۔ رہا صوفی
کا معاملہ۔ اول تو اسکی سیادت ثابت کیجئے۔ دوم ممکن ہے کہ اس نے
کسی مجبوری سے یہ نکاح کیا ہو۔ واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔
عیش صاحب نے یہ بھی ثابت کرنا چاہا ہے کہ مورخین نے بھی شیخ کو سید
لکھا ہے۔ حالانکہ جن کتابوں کا انھوں نے حوالہ دیا ہے۔ ان میں سے
اکثر تو کتب مناقب ہیں جن میں تسامح ہوتا ہے اور اس لیئے انسے نسب
ثابت نہیں ہوتا۔ اور کچھ کہانیوں کی کتابیں ہیں مثلاً تتمہ روض الریاحین
لحکایات الصالحین۔ اور کہانیوں کی جو کچھ وقعت ہے وہ معلوم ہے
نسابین کی گواہی میں بھی عیش جی نے بے تکی باتیں کی ہیں۔ انکی مدار
معلومات اظہار الیقین ہے۔ کسی نساب کی عبارت نہیں لکھی۔ متقدمین
نسابہ میں سے سوائے ایک کے اور کوئی حوالہ نہیں دیا۔ اور اس ایک کی
بھی عبارت نہیں لکھی۔ کتب فروشوں کو نساب کا خطاب دیا ہے۔ لیکن
ان کے اصل الفاظ بھی ندارد۔ معمولی آدمیوں کے حوالوں سے سیادت
ثابت کرنے کی سعی بے سود کی ہے۔ قاموس کی کتاب نسب کی توثیق
نہیں دکھلائی۔ اور جہاں عبارت لکھی ہے وہیں غلطی کی ہے مثلاً لوط بن
ابی مخنف کے اوراق کی نسبت چند سطور لکھکر فرمایا ہے کہ یہ ۳۵۳ھ
تک پوشیدہ رہے۔ بھلا اس کے لکھنے سے کیا فائدہ کیونکہ شیخ عبدالقادر
تو ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔ عیش صاحب کی تحقیق کا حال دیکھئے آپ
فرماتے ہیں کہ سید مرتضےٰ علم الہدے نے بحر الانساب میں لکھا ہے کہ سید
عبدالقادر بن ابی صالح منسوب است بہ عبداللہ الخ۔ یہ بالکل وہی مثل

ہے ؂ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ٭ الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا

سید مرتضیٰ و سید رضی علیہما الرحمہ حقیقی بھائی تھے۔ تحقیق الطلاب میں لکھا ہے کہ ۴۰۶ھ میں سید رضی کا اور ۴۳۶ھ میں سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کا انتقال ہوا۔ پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جو بزرگوار ۴۳۶ھ میں رحلت کر گیا اس نے عبد القادر صاحب جیلانی کی سیادت کا ذکر کیا جو اسکی موت کے ۳۵ سال بعد پیدا ہوا ہو۔ شاید یہ بھی کرامات شیخ صاحب سے ہو۔ اس لئے حماۃ شیخ کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ ثبوت سیادت شیخ کے لئے متقدمین نسابہ خصوصاً حسنی یا حسینی نسابہ کا حوالہ دیں۔ ایرے غیرے کا حوالہ قابلِ قبول نہیں۔ اور کتاب کے مصنف کا نام۔ تاریخ ولادت و وفات و ولدیت بیان کریں اور اس کی پوری عبارت لکھیں۔ تاکہ محققین و طلاب حق تحقیق کر سکیں۔ اگر سیادت شیخ صاحب ثابت ہو جائے تو انکے سید مان لینے میں کسی کو کیا عذر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ظاہراً کئی سید سُنی بھی ہوتے ہیں۔ اور شیعہ انکو سید مانتے ہیں۔ پھر شیخ صاحب بغدادی کو سید ماننے میں انکا کیا بگڑتا ہے۔ یہ تو صرف تحقیق اور امر حق کے طالب ہیں

## ۲۔ مذہبِ شیخ

ذھبی نے تاریخ الاسلام اور عمر بن الحاجب نے اپنی معجم میں انکا مذہب حنبلی بتلایا ہے (قلائد الجواہر ص ۴ و ۴۳) تاریخ سمعانی میں انہیں امام الحنابلہ لکھا ہے۔ (قلائد ص ۶)۔ مراۃ الاسرار امام شعرانی میں ہے کہ آپ حنبلی شافعی تھے۔ شعرانی نے لکھا ہے کہ آپ مذہب امام احمد حنبل میں تھے۔ اور کہ تحقیق یہ ہے کہ آپ خود صاحب مذہب و اہل اجتہاد تھے اور آپ اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرتے تھے اور چونکہ آپ کے اکثر مسائل اجتہادیہ احمد حنبل کے اجتہاد کے مطابق ہوتے تھے اس لئے بعض لوگ گمان کرتے تھے کہ

آپ حنبلی تھے - لیکن صاحب اقتباس الانوار صہ ۷۹ پر لکھا ہے کہ غنیۃ الطالبین کی صریح عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مذہب احمد حنبل میں تھے اور کہ تحقیق مرام یہ ہے کہ بحکم الصوفی لامذہب لہ (صوفی لامذہب ہوتا ہے) یہ طائفہ برگزیدہ مذاہب و مشارب سے معرا ہے + آپ امام شافعی اور احمد حنبل کے مذہب پر فتوے دیا کرتے تھے - گلدستۂ کرامت صہ ۱۱۶ پر ہے کہ ایک روز غوث الاعظم مراقبہ میں تھے کہ روح حضرت ابو حنیفہ کوفی حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا حضرت کیا باعث ہے کہ آپنے اقتداء بمذہب امام حنبل کیا اور مجھ کو محروم رکھا الخ الغرض کوفی نے بہت التجا کی لیکن جیلانی نے ان کے مذہب کی اقتدا نہ کی - حنفیوں نے اس بارے میں بہت حاشیے چڑھائے ہیں - لیکن معلوم ہوتا ہے کہ جناب شیخ حنفیہ کے نہ صرف مخالف ہی تھے - بلکہ اس مذہب کو گمراہ فرقوں میں شمار کرتے تھے - چنانچہ عنوان ذیل میں ان کی کتاب غنیۃ الطالبین سے ان کے الفاظ نقل کئے جاتے ہیں - اس قول کو دیکھکر ان کے حنفی مریدوں کے لئے صرف دو راہیں کھلی ہیں - یا تو حنفیت سے دست بردار ہو جائیں اور یا شیخ صاحب کو چھوڑ کر صرف حنفی رہیں - کیونکہ حنفیت اور جیلانیت ایک مقام پر جمع نہیں ہو سکتیں - الحاصل جناب شیخ نہ صرف حنبلی شافعی ہی تھے - بلکہ غنیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اصحاب ظواہر میں سے بھی تھے اور اسلئے فرقۂ اہل حدیث نے ان کی کتابوں کا ترجمہ شائع کیا ہے - اور آپ صوفی بھی تھے - پیری کا بھی شوق تھا - اور یہ سب باتیں مطالعہ غنیہ سے ہویدا ہیں -

## ۳ - جناب شیخ اور فرقۂ حنفیہ

غنیہ صہ ۱۹۲ فاصل ثلث وسبعین فرقۃ عشرۃ اصل السنۃ والخوارج والشیعۃ والمعتزلۃ والمرجیۃ الخ پس اصل ۱۰ فرقوں کے دس فرقے

ہیں اہل السنت ۔ خوارج ۔ شیعہ ۔ معتزلہ ۔ مرجیہ وغیرہ واما الفرقۃ الناجیہ
فھی اھل السنۃ والجماعۃ انمیں سے اہل السنت والجماعۃ فرقہ
ناجیہ ہے (اور باقی گمراہ ہیں ناجی نہیں) واما المرجیۃ ففرقھا
اثنتا عشرۃ الجھمیۃ ... والحنفیۃ ۔ مرجیہ فرقہ ہالکہ کے دس فرقے
ہیں ان میں سے ایک فرقہ حنفیہ ہے ص۲۰۸ واما الحنفیۃ فھم اصحاب
ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت ۔ حنفیہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے
پیرو ہیں ۔ اس غنیہ کے دیباچہ ص۲و۳ پر جس سے مینے حوالے دئے ہیں
لکھا ہے "کہ حضرت پیر صاحب نے اثناء رد علی الفرق الضالہ میں اصحاب
امام ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی کچھ لے دے کی ہے
ان کو اصناف جہمیہ کی قطار میں شمار کیا ہے ۔ جو شخص سلک احقاق
حق وابطال باطل میں منسلک ہو جاتا ہے بمضمون قل الحق ولو کان
مرا کسی کو نہیں چھوڑتا بڑے سے بڑا کیوں نہو ۔ نقاد اور محک کا کام
ہی یہی ہے ۔ کسی کا لحاظ نہیں کرتا گو جناب امام ابو حنیفہ بڑے امام
جلیل الشان ہیں ۔ لیکن غلطی سہو ونسیان اور خطا سے سوا انبیاء علیہم السلام
کے کون معصوم ہے ہر کسی سے کچھ نہ کچھ ہو ہی جاتا ہے ۔ جب ابو حنیفہ کے
بعض مقلدین نے اس کتاب میں اپنی مذمت دیکھی ... تو کسی نے اس قول
کی تاویل شروع کی کسی نے ابو حنیفہ سے مراد کوئی اور ابو حنیفہ غیر مشہور
مجہول رجماً بالغیب فرض کرکے اپنا داؤ نکالا ۔ لیکن کچھ بن نہ آئی ۔ آخر
بعض نے یہ ترکیب نکالی کہ یہ کتاب جناب پیر کی تصنیف ہی نہیں .. اگر ذی
انصاف اعتساف سے خالی ہو کر غور کرے تو بالکل اس کو اس بات کی بناوٹ
وتصنع ثابت ہو جائے الخ" یہ لکھنے والا بھی سُنی ہے ۔ اس لئے دائرۃ
الاصلاح اس سے خود نپٹ لے ۔ اب رہا یہ امر کہ آیا حنفیہ مرجیہ ہیں ۔ یا
نہیں ۔ تحقیق طلب ہے ۔ صاحب سلسلۃ العقیان نے صرف اُن کا ایک

عقیدہ لکھ کر فرمایا ہے کہ یہ دیکھ لو یہ حنفیوں کا عقیدہ نہیں اس لئے حنفی مرجیۂ نہیں۔ اس میں اول تو شیخ عبد القادر صاحب جیلانی کی تکذیب اور سخت توہین ہے۔ کیونکہ آپ تو فرقۂ حنفیہ کو مرجیۂ فرما رہے ہیں۔ اور ان کی ذریت حنفیت کی مرجئت سے انکار کر کے اپنے جد کو جھٹلاتی ہے۔ بعض اصحاب ابی حنیفہ کا ذکر نہیں۔ بلکہ کل اصحاب (پیروان) ابی حنیفہ کا ذکر غنیہ میں ہے۔ صاحب رسالۂ مذکورہ کو چاہئے تھا کہ صاحب غنیہ نے جو وجہ تسمیہ مرجیۂ لکھی ہے وہ ساری نقل کر کے ثابت کرتا کہ یہ احناف کے عقائد نہیں۔ سنئے غنیہ صـ۲۰۹ پر لکھا ہے کہ مرجیۂ کے ۱۲ فرقے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر ۱۲ فرقوں کے ایک جیسے عقائد ہوتے۔ تو ایک ہی فرقہ ہوتا نہ تعدد فرق۔ تعدد بتلا رہا ہے کہ ان میں جزوی اختلاف ہے۔ صاحب غنیہ نے ان کی وجہ تسمیہ جامع لکھی ہے جس میں ۱۲ فرقے آجاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے وانّما سموا المرجئۃ لانّہا زعمت ان الواحد من المکلفین اذا قال لا الٰہ الّا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ وفعل بعد ذٰلک سائر المعاصی لم یدخل النار اصلاً وان الایمان قول بلا عمل والاعمال الشّرائع والایمان قول مجرد والنّاس لا یتفاضلون فی الایمان وان ایمانہم وایمان الملائکۃ والانبیاء واحد لا یزید ولا ینقص ولا یستثنیٰ فیہ فمن اقر بلسانہ ولم یعمل فہو مومن۔ یعنے اس فرقۂ کا یہ نام اس لئے ہے کہ انکا خیال ہے کہ اگر کوئی مکلف کلمہ پڑھے اور اس کے بعد تمام گناہ کرے تو وہ بالکل دوزخ میں داخل نہیں ہوگا اور یہ کہ ایمان قول ہے بلا عمل اور اعمال شرائع اور ایمان قول مجرد ہیں اور آدمی ایمان میں ایک دوسرے سے نہیں بڑھتے اور یہ کہ ایمان انکا اور ایمان فرشتوں

اور نبیوں کا ایک ہے نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم ہوتا ہے اور انشاء اللہ ایمان میں نہ کہے۔ پس جو شخص زبان سے اقرار کرے اور عمل نہ کرے وہ مومن ہے۔ انتہٰی۔ شرح فقہ اکبر ص۱۸۶ پر ہے کہ جناب ابو حنیفہ نے فرمایا کہ والایمان هو الاقرار والتصديق وايمان اهل السماء والارض لا يزيد ولا ينقص... والمومنون مستوون فى الايمان .... ويستوى المومنون كلهم فى المعرفة واليقين الخ یعنے ایمان اقرار و تصدیق ہے۔ اور ایمان آسمان و زمین والوں کا نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم۔ مومن ایمان میں برابر ہیں۔ یہاں تک تو ہم نے ثابت کر دیا کہ حنفیوں کے قریبًا وہی عقائد ہیں جو شیخ جیلانی نے مرجیوں کے لکھے ہیں۔ اب انکا مرجیہ ہونا صاف طور پر ملاحظہ فرمائیے۔ شرح فقہ اکبر ص۶۴ پر لکھا ہے۔ ثم اعلم ان القونوى ذكر ان اباحنيفه رحمه الله كان يسمى مرجئا لتاخيره امر صاحب الكبيرة الى مشيئة الله تع والارجاء التاخير وكان يقول انى لارجوا لصاحب الذنب الكبير والصغير واخاف عليهما وانا ارجوا لصاحب الذنب الصغير واخاف على صاحب الذنب الكبير انتهى یعنے قونوی نے ذکر کیا ہے کہ ابو حنیفہ کو مرجیہ کہتے تھے کیونکہ وہ صاحب گناہ کبیرہ کے امر کو مشیت خدا کی طرف موخر کرتا تھا۔ اور ارجاء تاخیر ہے اور کہتا تھا کہ میں امید رکھتا ہوں عفو کی گناہ کبیرہ و صغیرہ کرنے والے کے لئے اور ڈرتا ہوں ان پر اور امید رکھتا ہوں صاحب گناہ صغیرہ کے لئے اور ڈرتا ہوں صاحب کبیرہ پر۔ اسی واسطے حنفی یزید کی بخشش کے بھی امیدوار ہیں۔ اسپر لعنت نہیں کرتے۔ اسکو دعاے مغفرت میں شامل سمجھتے ہیں۔ ص۶۷ پر ہے فالتحقيق ان الايمان هو تصديق النبى بالقلب فى جميع ما علم بالضرورة مجيئه به

من عند اللہ اجمالا وانہ کاف فی الخروج عن عہدۃ الایمان ولا
ننحط درجتہ عن الایمان یعنے "ایمان نام ہے تصدیق کرنا نبی کی قلب سے
ان تمام باتوں میں جو آپ خدا سے لیکر آئے اور اتنا ہی کافی ہے انسان
کو عہدۂ ایمان سے خارج کرنے میں اور ہم کم نہیں کرتے اسکا درجہ ایمان
سے" اس تعریف کو غنیہ کی تعریف سے ملائیے تو ملتی ہے۔ عبارت غنیہ
یہ ہے واما الحنیفۃ زعموا ان الایمان ھو المعرفۃ والاقرار باللہ و
رسولہ وبما جاء من عندہ جملۃ علی ما ذکرہ البرھوتی فی کتاب
الشجرہ کہ حنفیہ نے کہا کہ ایمان ہے معرفت (تصدیق) اور اقرار اللہ اور اسکے
رسول کا اور جو کچھ آپ خدا سے لے کر آئے۔

شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۲۷ پر ہے ومنہا ان العبد اذا وجد منہ التصدیق
والاقرار صح لہ ان یقول انا مومن حقا لتحقیق الایمان ولا ینبغی
ان یقول انا مؤمن ان شاء اللہ۔ بندہ جب تصدیق واقرار کرے تو
صحیح ہے کہ وہ کہے کہ میں مومن ہوں اور نہیں چاہیئے کہ کہے کہ میں مومن ہوں انشاء اللہ
صاحب تمہید وکفایہ وغیرہ علماء حنفیہ نے ایسے قائل کو کافر کہا ہے۔
ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۲ پر صاحب غنیہ کے قول زیر بحث کے
متعلق یہ لکھا ہے۔ واما ما وقع فی الغنیہ للشیخ عبد القادر الجیلانی
رضی اللہ عنہ عند ذکر الفرق الغیر الناجیہ حیث قال ومنہم القدریہ
وذکر اصنافا منہم ثم قال ومنہم الحنفیہ وھم اصحاب ابی حنیفہ
نعمان بن ثابت رحمہ اللہ زعم ان الایمان ھو المعرفۃ والاقرار
باللہ ورسولہ وبما جاء من عندہ جملۃ علی ما ذکرہ البرھوتی فی
کتاب الشجرہ وھو اعتقاد فاسد وقول کاسد مخالف لاعتقادہ فی
الفقہ الاکبر وما نقلہ اصحابہ انہ یقول الایمان ھو مجرد التصدیق وان
الاقرار فانہ شرط عندہ لاجراء احکام الاسلام ومنافض لما ذکر

کتب العقائد الموضوعۃ للخلاف بین اھل السنۃ والجماعۃ وبین المعتزلۃ واھل البدعۃ مع ان الایمان ھو المعرفۃ والاقرار ھو المذھب المختار بل ھو اولیٰ من ان یقال الایمان ھو التصدیق والاقرار الخ یعنے اور جو کچھ غنیۂ شیخ عبدالقادر الجیلانی میں غیر ناجیہ فرقوں کے ذکر میں واقع ہوا ہے جہاں اسنے کہا ہے کہ انمیں سے قدریہ ہیں۔ پھر ان کی قسمیں ذکر کی ہیں۔ پھر کہا ہے کہ ان میں سے حنفیہ ہیں۔ اور وہ پیرو ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کے ہیں۔ جس نے زعم کیا ہے کہ ایمان کہتے ہیں معرفت اور اقرار خدا اور اس کے رسول کا اور جو کچھ وہ لایا خدا سے۔

یہ اعتقاد فاسد اور قول کاسد ہے جو مخالف ہے اس کے اعتقاد کے فقہ اکبر میں اور جو کچھ نقل کیا ہے اصحاب ابو حنیفہ نے کہ اسنے کہا کہ ایمان مجرد تصدیق ہے سوائے اقرار کے پس یہ شرط ہے اسکے نزدیک احکام اسلام کے اجراء کے لئے۔ مذہب مختار یہی ہے کہ ایمان صرف معرفت اور زبانی اقرار ہے بلکہ یہ اولیٰ ہے اس سے کہ کہا جائے کہ ایمان تصدیق واقرار ہے کیونکہ تصدیق جو تقلید سے پیدا ہو مختلف ہے قبولیت میں برخلاف معرفت کے جو دلالت سے پیدا ہو اور اس کے ساتھ اقرار بھی ہو۔ اس سے چند امور ثابت ہوئے۔

(۱) غنیہ باقرار احناف تصنیف شیخ عبدالقادر الجیلانی ہے۔ (۲) شیخ جیلانی نے حنفیوں کو فرق غیر ناجیہ میں رکھا ہے۔ (۳) ملا علی قاری کے پاس جو غنیہ تھی اسمیں ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کے بعد زعم لکھا تھا یعنے یہ ابو حنیفہ کا خیال ہے۔ لیکن اب جو غنیہ لاہور میں چھپی ہے اس میں زعموا کر دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اصحاب ابی حنیفہ کا یہ خیال ہے۔

(۴) صاحب سلسلۃ العقیان نے لکھا ہے کہ یہ بعض اصحاب کے متعلق بیان کیا گیا ہے حالانکہ لفظ بعض نہ ملا علی قاری والی غنیہ میں ہے نہ لاہوری

غنیہ میں۔ اسلئے یہ تحریف ہے۔ (۵) ملا علی قاری نے قول شیخ کو اعتقاد
فاسد و قول کا سد فرمایا ہے۔ اگر حنفیوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ شیخ کو
مانتے ہوئے اُس کے اعتقاد کو فاسد اور اس کے اقوال کو کاسد کہیں تو
کیا شیعوں کو جو شیخ کو نہیں مانتے یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انکے اقوال باطلہ
کے لئے یہی الفاظ استعمال کریں۔ اگر حق حاصل ہے تو سلسلۃ العقیان کے
پہلے گیارہ صفحوں کا مضمون غت ربود ہو گیا۔ (۶) اس سے یہ بھی ظاہر
ہوا کہ ابو حنیفہ محض اقرار کو بھی ایک حالت میں کافی سمجھتے تھے۔ پس اگر محض
اقرار سے اجراء احکام اسلام ہو سکتا ہے تو ثلاثہ و امثالہم پر اجراء احکام
اسلام ہونے سے انکا ایمان کیسے ثابت ہو گیا۔ (۷) ملا علی قاری سلسلۃ
العقیان کی تردید فرما رہے ہیں کیونکہ وہ معرفت و اقرار ہی کو ایمان
کہتے ہیں نہ محض تصدیق و اقرار کو اب ایک اور زبردست دلیل سُنئیے
جس سے صاف ثابت ہو گا کہ شیخ عبد القادر جیلی کے نزدیک حنفی مرجئیہ
ہیں۔ غنیہ ص۱۹۳ پر لکھتے ہیں۔ وتسمیہا المرجئۃ شکاکیہ لاستثنائہا
فی الایمان یقول احدھم انا مومن انشاء اللہ تعالیٰ علی ما قدمنا بیانہ
یعنے مرجئیہ فرقہ ناجیہ کو شکاکیہ کہتے ہیں۔ کیونکہ فرقہ ناجیہ کا ایک فرد کہتا ہے
کہ میں مومن ہوں انشاء اللہ۔ غنیہ ص۱۴۴ پر ہے ولا یجوز للمومن
ان یقول انا مومن حقا بل یجب ان یقول انا مومن انشاء اللہ
یعنے مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ کہے کہ مَیں مومن ہوں حقا بلکہ واجب ہے
کہ کہے کہ میں مومن ہوں انشاء اللہ۔ اس قول کے متعلق شرح فقہ اکبر ص۱۲۷
پر لکھا ہے انہ یوھم الشک کہ اس سے شک پیدا ہوتا ہے۔ پس حنفیہ
کے نزدیک ایسا قائل شکاکیہ ہے۔ اس لئے صاحب غنیہ کے اقوال کے مطابق
حنفیہ مرجئیہ ہیں اور احناف کے نزدیک صاحب غنیہ شکاک۔ فرقہ مرجئیہ
کی نسبت ابن جوزی نے تلبیس ابلیس ص۱۱۶ پر لکھا ہے قال ابن عقیل

ما اشبہ ان یکون واضع الارجاء۔ زندیقاً کہ فرقہ مرجیہ کا بانی زندیق ہوگا۔
اب رہی یہ بات کہ غنیہ موجودہ میں جناب ابو حنیفہ صاحب کو امام اعظم لکھا گیا
ہے لیکن یہ درست نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اگر ابو حنیفہ صاحب جناب شیخ
عبد القادر کے نزدیک امام اعظم ہوتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ آپ اعظم کو چھوڑ کر
غیر اعظم کی تقلید کرتے۔ پس شیخ کا عمل بتلا رہا ہے کہ آپ ابو حنیفہ کو امام اعظم
نہ جانتے تھے اور اسلئے ممکن ہے کہ کسی حنفی نے ان کے نام کے ساتھ امام اعظم
لکھدیا ہو۔ اس کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ طبقات ابن رجب میں حالات
شیخ میں لکھا ہے عن علی ابن ادریس الشافعی انہ سال الشیخ عبد القادر
فقال یا سیدی، ھل کان ولی اللہ علیٰ غیر اعتقاد احمد بن حنبل
فقال ما کان ومایکون (تجنیس تدلیس ص حاشیہ ۱) جناب شیخ
نے فرمایا کہ غیر اعتقاد احمد حنبل پر نہ کوئی ولی ہوا اور نہ ہوگا۔ طالب حق کے لئے
اس مقام پر اتنا ہی کافی ہے انشاء اللہ

اس اجمال کے بعد اب ہم جناب شیخ کے بعض مخصوص عقائد بیان کرتے ہیں
تاکہ ناظرین رسالہ ان کی مذہبی ساخت سے بخوبی واقف ہو جائیں۔

## ۴۔ جناب شیخ و ابن جوزی

عبد الرحمٰن جمال الدین ابو الفرج ابن
جوزی اہل سنت کے زبردست اور مسلمہ
محدث اور عالم گزرے ہیں۔ حسل مصفیٰ ص ۱۶۴ پر ان کو جناب شیخ کے ساتھ
چھٹی صدی کے مجددوں میں شمار کیا ہے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اسماء الرجال مشکوٰۃ میں بذیل ذکر ابن جوزی
لکھا ہے انہ کان فی بغداد فی زمن سیدی الشیخ محی الدین عبد القادر
الجیلانی وکان محروما من صحبتہ وحسن عقیدتہ وکان یسلک معہ
رضی اللہ عنہ طریقۃ الاجتناب والاستنکار یعنی ابن جوزی عبد القادر
جیلانی کے زمانہ میں بغداد میں تھے۔ مگر وہ ان کی صحبت اور حسن عقیدت

سے محروم تھے بلکہ ان سے اجتناب کا طریقہ اختیار کرتے اور ان کا انکار کرتے تھے۔ اور حیات ابن جوزی ص ۱۹ پر ہے کہ امام یافعی لکھتے ہیں کہ علامہ ابن جوزی حنبلی شیخ عبدالقادر کی مخالفت میں طعن و تشنیع سے کام لیا کرتے تھے اور لبسا اوقات ان کی نسبت سخت و سست اور دل شکنی کرنے والے کلمات کہہ جایا کرتے تھے۔ دیباچہ تخجیس تدلیس ص۲ پر طبقات ابن رجب سے لکھا ہے کہ "ابن جوزی نے ایک کتاب گرفت شیخ عبدالقادر میں لکھی ہے" معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب تلبیس ابلیس ہے۔ اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سنی اور اُن کے فرقہ کی تحریرات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے + ابن جوزی نے دسواں باب جو تمام کتاب کے نصف کے برابر ہے۔ صوفیوں کی مخالفت میں لکھا ہے اور اسی میں جناب شیخ صاحب پر بھی زد کی ہوئی ہے۔ ہم شیخ صاحب کے اقوال اور ابن جوزی کے ریمارک درج ذیل کرتے ہیں۔

**قول شیخ صاحب** (۱) فالواجب علیہ ترک مخالفۃ شیخہ فی الظاھر وترک الاعتراض علیہ فی الباطن ... وان رأی فیہ عیبا من العیوب سترہ علیہ ص۲۳۹ لان مخالفۃ الشیوخ سم قاتل فیھا مضرۃ عامۃ فلا یخالف بتصریح ولا بتاویل ص۲۴۰ غنیہ مرید پر واجب ہے کہ ظاہر میں اپنے شیخ کی مخالفت نہ کرے اور باطن میں اسپر اعتراض نہ کرے اگر اس میں کوئی عیب دیکھے تو اسے چھپائے۔ کیونکہ شیوخ کی مخالفت زہر قاتل ہے۔ اس میں عام نقصان ہے پس ان کی مخالفت نہ کیجائے نہ تصریح سے اور نہ تاویل سے۔

**فتوے ابن جوزی** (۱) وقد اندس فی الصوفیہ اھل الاباحۃ... القسم الاول مقلدون فی افعالہم لاشیاخہم من غیر اتباع دلیل ولا شبہۃ فہم یفعلون ما یامرونہم بہ وما راوھم علیہ تلبیس ابلیس ص۳۸۸

صوفیوں میں اہل اباحت شامل ہوگئے ہیں ایک قسم انکی وہ ہے جو تقلید کرتے ہیں اپنے شیوخ کی بغیر اس کے کہ دلیل کے پیچھے پڑیں اور کوئی شبہ لائیں۔ وہ وہی کرتے ہیں۔ جسکا انکے پیر انکو حکم دیتے ہیں اور جو وہ انکو کرتے دیکھتے ہیں۔

**قول شیخ صاحب (۲)** قوالی۔ فینبغی للفقیر .... الا یتقاضی القاری والقوال بالتکرار والاعادۃ بل یکل ذالک الی الحق سبحانہ ان شاء قیض من ینوب عنہ فی التقاضی او یلہم القوال بالتکرار غنیہ ص۵۷۸ فقیر کو چاہیئے کہ قاری اور قوال کو تکرار و اعادہ کا تقاضا نہ کرے بلکہ اسے خدا کے سپرد کرے اگر وہ چاہے تو مقرر کردے اسکو جو نائب ہو اس سے تقاضا کرنے میں یا الہام کردے قوال کو بار بار کہنے پر +

**فتوٰے ابن جوزی (۲)** وقد ادعی قوم منہم ان السماع قربۃ الی اللہ ص۳۶۱ ... وہذا کفر لان من اعتقد الحرام او المکروہ قربۃ کان لہذا الاعتقاد کافرا ص۳۶۲ صوفیوں میں سے ایک قوم سماع کو ذریعہ قربت الٰہی سمجھتی ہے جو حرام یا مکروہ کو قربت اعتقاد کرے وہ اس عقیدے سے کافر ہو جاتا ہے +

**قول شیخ صاحب (۳)** واذا تحرک الفقیر علی ایۃ او بیت فیجب ان یسلم لہ وقتہ ص۵۷۸ اگر فقیر کسی آیت یا بیت پر حال وجد میں آئے پس واجب ہے کہ تسلیم کیا جائے اسکا وقت۔

**فتوٰے ابن جوزی (۳)** ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیہ فی الوجد۔ ہذہ الطائفۃ اذا سمعت الغنا تواجدت الخ وقد لبس ابلیس علیہم فی ذالک ص۳۶۳ وقیل لانس ان ناسا اذا قریٔ علیہم القرآن یصعقون فقال ذالک فعل الخوارج ص۳۶۶ ذکر تلبیس ابلیس کا صوفیوں پر وجد میں۔ یہ طائفہ جب راگ سنتا ہے تو وجد کرتا ہے اور اس میں ان کو ابلیس نے فریب دیا ہے۔ انس کو کہا گیا

کہ کچھ لوگوں پر جب قرآن پڑھا جائے تو بیہوش گر پڑتے ہیں اُس نے کہا کہ یہ خارجیوں کا فعل ہے +

**قول شیخ صاحب (۳)** واذا خرج فی حال سماعہ من خرقۃ او من شیئ من ثیابہ فلا یخلوا اما ان یکون قد تخلق بہ مع القاری فھو للقاری علی الخصوص او یطرحہ فی الوسط فیکون حکمہ الیہ ص۲۸ اگر نکلے حالت سماع میں خرقہ یا اپنے کسی کپڑے سے پس اگر قاری کو دیا ہے تو اس کے لئے ہے اور اگر درمیان میں پھینکا ہے تو اس کا حکم اس کی طرف ہے -

**فتوٰے ابن جوزی (۴)** وتکلم المشائخ الصوفیہ فی الخرق المرمیہ فقال محمد بن طاہر الدلیل علی ان الخرقۃ اذا طرحت صارت ملکا لمن طرحت بسببہ حدیث جریر ص۳۷۶ قال المصنف قلت لقد تلاعب ھذا الرجل بالشریعہ واستخرج بسوء فھمہ ما یظنہ یوافق مذھب المتاخرین من الصوفیہ فانا ما عرفنا ھذا فی اوائلھم ... ولا یجوز لاحد ان یتملکہ وان رماہ فی حال حضورہ لا علی احد فلا وجہ لتملکہ ولو رماہ علی المغنی لم یملکہ لان التملیک لا یکون الا بعقد شرعی والرمی لیس بعقد ص۳۷۶ انظروا من تلبیس ابلیس الی تلاعب ھؤلاء الجھلۃ بالشریعہ و اجماع مشائخھم الذی لا یساوی لعبرۃ - ص۳۷۷ مشائخ صوفیہ نے خرق مرمیہ میں کلام کیا ہے - محمد بن طاہر نے کہا ہے کہ جس کے لئے پھینکا جائے اس کا ملک ہو جاتے ہیں ابن جوزی کہتا ہے کہ اس شخص نے شریعت سے کھیلا ہے دیکھو ان کو شیطان نے کیسے فریب دیا ہے شریعت کے ساتھ کھیلنے میں -

**قول شیخ صاحب (۵)** فضائل و اعمال عاشورا کے متعلق شیخ کے

اقوال دوسرے مقام پر درج ہیں - جو روایات موضوعہ پر مبنی ہیں -

**فتوائے ابن جوزی (۵)** ابن جوزی ایسے صوفیوں کے بارے میں لکھتے ہیں - وفیھم من کان لقلۃ علمہ یعمل بما یقع الیہ من الاحادیث الموضوعہ وھؤلاء لا یدری ص۲۵۲ بعض صوفیہ بوجہ کم علمی کے جو موضوع حدیثیں ان کو ملتی ہیں انہیں پر عمل کرتے ہیں اور کچھ خبر نہیں رکھتے

**قول شیخ صاحب (۶)** قال کنت وانا ابن عشر سنین فی بلدنا اخرج من دارنا واذھب الی المکتب فاری الملائکۃ تمشی حولی قلائد ص۹ گلدستہ ص۵ - اقتباس ص۲ وکانت الملائکۃ ورجال الغیب حافین بمجلسہ ص۲۵ شیخ نے فرمایا کہ جب میں دس سال کا تھا - تو مدرسہ کو جاتا تو دیکھتا کہ فرشتے میرے گرد چلتے ہیں ؛ فرشتے اسکی مجلس میں آتے - گلدستۂ کرامت ص۱۰۵ پر ہے کہ حضرت شیخ کی مجلس میں ہمنے بہت مرتبہ حضرت رسول خدا کی زیارت کی - بلکہ پیغمبروں کی روحیں وہاں حاضر پائیں اور کئی مرتبہ ملائکہ آسمانی بحضور محبوب سبحانی صفیں باندھکر کھڑے دیکھے - گلدستۂ کرامت ص۱۲۴ جب حضرت سلیمان کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو جنات کے آئندہ کے انتظام کے لئے خدا کے حضور میں عرض کی - ارشاد ہوا کہ تم سے بعد پیغمبر آخر الزمان کی آل میں سے ایک محبوب سبحانی عبد القادر جیلانی نام پیدا ہوں گے - یہ قوم تا قیامت ان کے تحت حکومت رہینگے + یہ بات شیخ نے کہی ہوگی تبھی اُسکے مریدوں نے اسے روایت کیا -

**فتوائے ابن جوزی (۶)** قال السلمی واخرج ابو سلیمان الدرانی من دمشق وقالوا یزعم انہ یری الملائکۃ وانھم یکلمونہ ... و حکی رجل عن سھل بن عبد اللہ التستری انہ یقول ان الملائکۃ والجن والشیاطین یحضرونہ وانہ یتکلم علیھم فانکرہ علیہ العوام حتیٰ نسبوہ الی القبائح فخرج الی البصرۃ فمات بہا ص۳۵۷ ابو سلیمان

درانی دمشق سے نکالا گیا کیونکہ وہ کہتا تھا کہ وہ فرشتوں کو دیکھتا تھا اور وہ اس سے باتیں کرتے تھے۔ سہل کہتا تھا کہ فرشتے اور جن اس کے پاس آتے ہیں اور وہ ان کو وعظ سناتا ہے۔ عوام نے اس بات کو سنکر انکار کیا حتیٰ کہ اس کو قبائح کی طرف منسوب کیا۔ لہذا وہ بصرہ کو چلا گیا اور وہیں مر گیا۔

**قول شیخ صاحب (۷)** ولسیدنا الشیخ عبد القادر کلام کثیر فی شان الحلاج قلائد ص۱ حلاج کی شان میں شیخ نے بہت سا کلام کہا ہے۔

**فتوے ابن جوزی (۷)** حکی عن عمرو المکی انہ قال کنت اماشی الحسین بن منصور فی بعض ازقۃ مکۃ وکنت اقرأ القران فسمع قراءتی فقال یمکننی ان اقول مثل ھذا ففارقتہ ص۲۶۲ عمرو مکی نے کہا کہ حلاج نے مجھے قرآن پڑھتے سنا تو کہا کہ ایسا کلام میں بھی کہہ سکتا ہوں اس کے چند اشعار یہ ہیں سبحان من اظہر ناسوتہ۔ سر سنا لاھوتہ الثاقب۔ ثم بدا فی خلقہ الظاھر۔ فی صورۃ الآکل والشارب۔ حتیٰ لقد عاینہ خلقہ کلحظۃ الحاجب بالحاجب۔ فقال الشیخ علی قائلہ لعنۃ اللہ ص۲۶۳ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے ناسوت کو اپنے لاہوت درخشاں کی روشنی کے راز کا مظہر بنایا۔ پھر اپنی مخلوق میں کھلم کھلا کھانے پینے والے کی صورت میں ظاہر ہوا۔ حتیٰ کہ اس کی مخلوق نے اس کو اس طرح دیکھا جیسے دونوں بھویں مقابل میں نظر آتی ہیں۔ شیخ ابو عبد اللہ نے کہا ان کے قائل پر خدا کی لعنت ہو۔

تلبیس ابلیس ص۲۶۴ بنت سمری نے کہا میں ایک رات کوٹھے پر سو رہی تھی میں نے حلاج کو محسوس کیا وہ مجھ کو آلپٹے تھے میں ان کی اس حرکت سے خوف زدہ ہو کر جاگ اٹھی۔ مجھ سے کہا کہ میں تم کو صرف نماز کے واسطے جگانے کو آیا تھا۔ جب ہم کوٹھے پر سے نیچے اترے۔ تو حلاج کی بیٹی مجھ سے بولی کہ ان کو سجدہ کرو۔ میں نے کہا کہیں کوئی غیر خدا کو بھی سجدہ کرتا ہے۔ حلاج

میرا کلام سُنکر کہا ہاں ایک خدا آسمان پر ہے اور ایک خدا زمین پر وقد تعصب للحلاج قوم من الصوفیہ جہلا منہم و قلۃ مبالاتہم باجماع الفقہاء... وعلیٰ ہذا قصاص زماننا وصوفیۃ وقتنا جہلا من الکل بالشرع و بعداعن معرفۃ النقل صـ۲۶۴ صوفیوں کی ایک قوم نے حلاج کی طرفداری کی ہے جس کا سبب جہالت اور اجماع فقہاء سے لاپرواہی ہے اور یہی مذہب ہمارے زمانے کے قصہ گو واعظوں اور صوفیوں کا ہے (جناب شیخ جیلانی کیطرف اشارہ ہے) چونکہ یہ شرع سے جاہل ہیں اور معرفت نقل سے دور ہیں

**قول شیخ صاحب** (۸) فقال لا وعزۃ اللہ وان یدی علیٰ مریدی کالسماء علی الارض ان لم یکن مریدی جیدا فانا جید وعزۃ ربی لا برحت قدمائی من بین یدی ربی عزوجل حتیٰ ینطلق بی و بکم الی الجنۃ قلائد صـ۱۵ - شیخ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن خدا کے سامنے سے قدم نہیں اُٹھاؤں گا جب تک وہ میرے اور میرے مریدوں کے ساتھ جنت تک نہ چلے گا -

**فتوےٰ ابن جوزی** (۸) وقد حکی ابوالقاسم عبداللہ بن احمد البلخی فی کتاب المقالات قال قد حکی عن قوم من المشبہۃ انہم یجیزون رویۃ اللہ تعالےٰ بالابصار فی الدنیا وانہم لا ینکرون ان یکون بعض من تلقاھم فی السکک وان قوما یجیزون مع ذالک مصافحتہ وملابستہ ویدعون انہ یزورھم ویزورونہ - وھذا فوق القبیح نعوذ باللہ من الخذلان صـ۲۶ ایک قوم نے جائز رکھا ہے کہ دنیا میں اللہ کا دیدار آنکھوں سے ہو اور وہ اس کا بھی انکار نہیں کرتے کہ گلی کوچے کے ملنے والوں ہی میں کوئی خدا ہو اور ایک قوم نے اسکے ساتھ مصافحہ و ملابسہ کو بھی جائز رکھا اور دعوےٰ کرتے ہیں کہ خدا ان کے پاس آتا ہے اور وہ اس کے پاس جاتے ہیں - یہ مذہب نہایت ہی بدتر ہے - خدا ایسی

رسوائی سے پناہ میں رکھے۔

فعل شیخ صاحب (۹) قال سیدنا شیخ عبد الوهاب کان والدی یتکلم فی الاسبوع ثلث مرات بالمدرسۃ بکرۃ الجمعۃ و عشیۃ الثلاثا و بر باط بکرۃ احد شیخ ایک بار رباط میں وعظ کہا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے رباط بنائی تھی۔ ص ۱۹۶ پر بھی رباط کا ذکر ہے۔

فتوائے ابن جوزی (۹) اما بناء الاربط فان قوما من قبلهم الماضین اتخذوها للانفراد بالتعبد و هؤلاء اذا صح قصدهم فهم علی الخطاء من اوجه احدها انهم ابتدعوا هذا البناء و انما بنیان الاسلام المساجد والثانی انهم جعلوا للمساجد نظیرا یقلل جمعها والثالث انهم افاتوا انفسهم نقل الخطا الی المساجد والرابع انهم تشبهوا بانفراد النصاری فی الدیر... والسادس انهم جعلوا لانفسهم علما ینطق بانهم زهاد فیوجب ذالك زیارتهم والتبرك بهم فان کان قصدهم غیر صحیح فانهم قد بنوا دکاکین الکدیۃ و مناخا للبطالۃ و اعلاما لاظهار التزهد ص ۲۶۹ اگلے صوفیوں نے رباطوں کو اس لئے اختیار کیا تھا کہ تنہائی میں عبادت کریں اور آجکل کے صوفی اگر اپنے ارادے میں ٹھیک بھی ہیں تو بھی چند وجوہ سے خطا پر ہیں۔ ۱۔ انہوں نے یہ بنیاد بدعت کی نکالی ہے۔ اسلام کی بنیاد فقط مسجدیں ہیں۔ ۲۔ انہوں نے مسجدوں کی ایک نظیر بنائی۔ جس کی وجہ سے مسجدوں کی جمعیت کم ہوئی۔ ۳۔ انہوں نے مسجدوں کی طرف قدم اٹھانے کی فضیلت سے اپنے آپ کو محروم رکھا۔ ۴۔ انہوں نے نصارے سے مشابہت کی کہ وہ بھی دیروں میں تنہا رہتے ہیں۔ (۵) انہوں نے اپنے لئے مشہور نام مقرر کیا کہ لوگ انہیں زہاد کہکر پکاریں۔ جس کی وجہ سے لوگ ان کی زیارت کو آتے ہیں اور ان سے برکت لیتے ہیں۔ اور اگر اس قوم کا ارادہ ٹھیک نہیں۔ تو

اُنھوں نے جھوٹ کی دُکانیں بنائی ہیں اور بطالت کا گھر تیار کیا ہے اور زہد
کے اظہار کو شہرت دی ہے۔

**فعل شیخ صاحب** (۱۰) گلدستۂ کرامت ص۴۵۔ ایکدفعہ ایک ایرانی
سوداگر ایک بیش قیمت کپڑا خلیفۂ بغداد کے لئے لایا۔ اسنے نہ خریدا۔
شیخ کے پاس آیا تو اُس نے ایک ہزار دینار پر خرید لیا اور حکم دیا کہ
اس کا پیراہن بنایا جائے۔ ایسا کیا گیا۔ ایک بالشت کی کمی رہی حضرت
نے ایک پُرانے خرقے کا ٹکڑا پھاڑ کر دیا اور فرمایا کہ اس کا پیوند لگایا
جائے۔ یہ خبر خلیفہ کو ہوئی۔ اُسنے وزیر کو بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ حضرت
کو میری ہتک کیوں روا ہوئی۔ وزیر آیا اور حضرت کو اسی پیرہن میں
ملبوس دیکھا۔ لیکن بوجہ رعب نہ بولا۔ دوبارہ خلیفہ نے اپنا بیٹا
بھیجا۔ حضرت نے موکلوں کو حکم دیا کہ اسے ایسی جگہ پہنچاؤ کہ کوئی
اس کا سراغ نہ پائے۔ خلیفہ فراق پسر میں مبتلا ہوا۔ آخر اُس کے
مُرشد نے اسے تعویذ دیا۔ کہ بوقت خواب زیر تکیہ رکھے۔ پہلی رات اُسنے
ابوبکر کو۔ دوسری رات عمر کو تیسری رات عثمان کو چوتھی رات حضرت علی
کو دیکھا ہر ایک کی خدمت میں عرض کی۔ لیکن سب نے جواب دیا کہ
غوث الاعظم جس کو باندھتے ہیں خود ہی کھولتے ہیں۔ پانچویں رات
رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہی جواب پایا آخر مُرشد
کو لے کر شیخ کے پاس آیا۔ حضرت نے آسمان کی طرف دیکھا۔ یکایک فرزند
خلیفہ کا محفل کے اندر آموجود ہوا۔ ص۱۹۔ آپ نہایت عمدہ قیمتی کپڑے
دور دور ملکوں سے منگا کر پہنتے۔ ہر صبح تبدیل لباس کرتے۔ ص۵۔
آپکے لباس کے لئے ایک گز کپڑا دس دینار کو خریدا جاتا۔ ایک مرتبہ عمامہ
حضرت کا ستر ہزار دینار کو خریدا گیا ص۶۔ حضرت کا جوتا تمام مُطلا
ہوتا یاقوت سرخ و سبز و زمرد و الماس اسپر جڑے ہوتے تمام کام

مرصع ہوتا اسکے تلوئمیں چاندی اور سونے کی میخیں ہوتیں۔ اقتباس الانوار
ص۵۰ پر لکھا ہے کہ آپ لباس علماء پہنتے۔ طیلساں در بر کرتے اونٹ
پر سوار ہوتے۔ اسکے غاشیہ کو نوکر اُٹھاتے۔

فتوائے ابن جوزی (۱۰) واما صوفیۃ زماننا فانہم یعمدون
الیٰ ثوبین او ثلثۃ کل واحد منہا علیٰ لون فیجعلونہا خرقۃ و
یلفقونہا فیجمع ذالک الثوب وصفین الشہوۃ والشہرۃ
فان لبس مثل ھذہ المرقعات اشھیٰ عند خلق کثیر من
الدیباج وبہا لیشتہر صاحبہا انہ من الزھاد افتراھم یصیرون
لصورۃ الرقاع کالسلف کذا قد ظنوا فان ابلیس قد لبس علیہم
ص۲۸۶ ہمارے زمانے کے صوفیوں کی یہ حالت ہے کہ دو یا تین کپڑے
مختلف رنگ کے لیتے ہیں اور ان کو پھاڑ کر جوڑتے ہیں لہذا ان کے لباس
میں دو وصف جمع ہوتے ہیں۔ شہوۃ اور شہرت۔ کیونکہ ایسے پیوند لگے
لباس کا پہننا اکثر مخلوق کے نزدیک دیبا سے مرغوب تر ہے اور ایسے
لباس والا مشہور ہو جاتا ہے کہ زاہدوں میں سے ہے بھلا کیا تم ان
لوگوں کو دیکھتے ہو کہ پیوند لگے کپڑے پہنکر سلف کی مانند ہو جاتے ہیں
یہ محض انکا خیال ہے کیونکہ شیطان نے ان کو فریب دیا ہے۔

وجاء اٰخرون فارادوا التشبیہ بالصوفیہ وصعب علیہم
التذاذ واحبوا التنعم ولم یروا الخروج من صورۃ التصوف
لئلا یتعطل المعاش فلبسوا الفوطۃ الرفیعۃ واعتموا بالرومی
الرفیع ... وقد لبس علیہم ابلیس انکم صوفیہ بنفس النفیس وانما
ارادوا ان یجمعوا بین رسوم التصوف وتنعم اھل الدنیا
ص۲۸۶ دوسرے صوفیہ ایسے آئے جنہوں نے صوفیوں سے مشابہ تو
بننا چاہا مگر پھٹے پُرانے حال سے رہنا اُنپر گراں گذرا اور خوش عیشی

پسند کی اور یہ بھی ٹھیک نہ سمجھا کہ تصوف کی صورت سے علیحدہ ہو جائیں
تاکہ معاش کا سلسلہ بند ہو جائے لہذا انہوں نے اعلیٰ درجے کا فوطہ یعنی
ہندی کپڑے کا کرتا پہنا اور نفیس رومی عمامہ باندھا مگر وہ عمامہ بلا نقش
و نگار یعنی سادہ رکھا ابلیس نے ان کو یہ بھی فریب دیا ہے کہ تم بذات خود
صوفی ہو اور مقصود انکا صرف یہ ہے کہ تصوف کی رسمیں اور اہل دنیا کی
ناز و نعمت دونوں حاصل ہو جائیں۔

وقد کان فی الصوفیہ من یلبس الثیاب المرتفعہ .. وھذا فی الشھرۃ
کالمرقعات .. فانظر الی الشیطان کیف یتلاعب بھولاء بین
طرفی نقیض صـ۳۰۲ بعض صوفی اعلیٰ درجے کا لباس پہنتے ہیں یہ بھی
مرقعوں کی طرح شہرت ہے۔ دیکھ شیطان ان لوگوں کے ساتھ دونوں
مخالف طریقوں سے کس طرح کھیل کرتا ہے۔

فعل شیخ صاحب (۱۱) شیخ کی مرغ خوری آپ کسی اور مقام پر پڑھینگے۔
اس سے پہلے کا حال قلائد صـ۱۱ پر یوں لکھا ہے فمکثت سنۃ اکل المنبوذ
ولا اشرب الماء و سنۃ اشرب الماء ولا اکل المنبوذ و سنۃ لا اکل
ولا اشرب ولا انام میں نے گزارا ایک سال کھاتا اور پانی نہ پیتا۔ ایک
سال پیتا اور نہ کھاتا۔ اور ایک سال نہ کھاتا نہ پیتا نہ سوتا۔

گلدستۂ کرامت صـ۱۹ ایک ایک دو دو ہفتہ اور ایک ایک مہینہ حضرت کو
روزہ میں گزرتا اس میں نہ آپ کھانا کھاتے نہ پانی پیتے۔

فتوے ابن جوزی (۱۱) قد بالغ ابلیس فی تلبیسہ علیٰ قدماء
الصوفیہ بتقلیل المطعم وخشونتہ ومنعھم شرب الماء البارد
فلما بلغ الی المتاخرین استراح من التعب واشتغل بالتعجب
من کثرۃ اکلھم ورفاھیۃ عیشھم صـ۳۰۶ مبالغہ کیا شیطان نے
فریب دینے میں قدماء صوفیہ کو سخت اور کم کھانا کھانے اور ٹھنڈے پانی

سے باز رکھنے میں۔ جب متاخرین کی باری آئی تو شیطان کو آرام ملگیا۔ اور ان کی خوش عیشی اور بسیار خوری دیکھکر تعجب میں پڑگیا واعلم ان الصوفیہ انما یامرون بالتقلل شبانہم ومبتدیہم ومن اضر الاشیاءٔ علی الشبان الجوع ص۳۱۷ صوفی جوانوں کو کم خوری کا حکم دیتے ہیں حالانکہ بھوک ان کے لئے بہت ہی مضر ہے۔ یہ بھی تلبیس ابلیس ہے ص۳۱۴ ٭

فعل شیخ صاحب (۱۲)۔حضرت اکثر اوقات ترک حیوانات (گوشت) فرماتے ص۱۰۵

فتوے ابن جوزی (۱۲)۔واما کونہم لا یاکلون اللحم فہذا مذہب البراہمہ الذین لا یرون ذبح الحیوان واللہ تعالیٰ علم مصالح الابدان فاباح اللحم لتقویتہا فاکل اللحم یقوی القوۃ وترکہ یضعفہا ویسیئ الخلق ص۳۱۴ باقی رہا ان صوفیوں کا گوشت نہ کھانا یہ مذہب برہمنوں کا ہے جنکے ہاں جاندار کا ذبح جائز نہیں اور اللہ تعالےٰ بدن کی مصلحتیں خوب جانتا ہے لہذا اسکو قوی رکھنے کے لئے گوشت کو مباح کیا۔ گوشت کھانا طاقت بخشتا ہے۔ اسکو چھوڑنا جسم کو کمزور کرتا ہے اور بدخلقی پیدا کرتا ہے ٭

غرض کہانتک ذکر کیا جائے۔ ابن جوزی نے جناب شیخ کی ہر ایک بات پر گرفت کی ہے اور ہر ایک میں کہا ہے کہ ان کو شیطان نے فریب دیا ہے۔ اب سوال صرف یہ ہے کہ ابن جوزی بھی مجدد اور حضرت شیخ بھی مجدد۔ اور ہر دو ایکدوسرے کو بُرا کہتے ہیں۔ شیخ صاحب کے متعلق تو گلدستۂ کرامت ص۹۳ پر لکھا ہے ؂ کوں کا فردل ہے جبدل میں نہیں تیرا خیال ٭ کوں بیدیں ہے نہیں جس کو تمہارا اشتیاق۔ اب اہل سنت کے لئے صرف یہ مرحلہ فیصلہ کرنا ہے کہ ان دونوں میں کون سچا ہے۔ اور کون منکر و کافر و بے دین۔ چونکہ انکا مذہب ہی گومگو ہے۔ اور یہ دونوں کو مجدد بھی مانتے ہیں۔

اسلئے غالباً اُنہوں نے دل میں یہی فیصلہ کیا ہوگا۔ کہ دونوں سچے ہیں۔ اور یہی اُن کے عمل سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اسلئے یہ فیصلہ نظرِ ثانی کے لئے پبلک میں پیش کیا جاتا ہے ؂

**۵۔ صفات باری تعالیٰ کے متعلق شیخ کا اعتقاد**

۱۔ غنیۃ الطالبین مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور، صہ ۱۲۲ پر فرمایا ہے وھو بجھتہ العلوّ مستو علی العرش (اللہ اوپر کی طرف ہے قرار پکڑنے والا عرش پر) صہ ۱۲۵ واللہ تعالیٰ علی العرش (اللہ عرش پر ہے) صہ ۱۲۶ ولا یخلوا من علمہ مکان ولا یجوز وصفہ بانہ فی کل مکان بل یقال انہ فی السماء علی العرش (اور اس کے علم سے کوئی مکان خالی نہیں اور یوں کہنا جائز نہیں کہ وہ ہر مکان میں ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ وہ آسمان میں عرش پر ہے) حکم باسلام الامۃ لما قال لھا این اللہ فاشارت الی السماء۔ اگر کسی کو کہا جائے کہ خدا کہاں ہے وہ کہے آسمان پر تو وہ مسلمان ہے صہ ۱۲۷ رحمن عرش پر مستوی ہوا کیفیت معلوم نہیں استوا مجہول ہے اس کا اقرار واجب ہے اور انکار کفر صہ ۱۶۴ ان اللہ یجلس رسولہ ونبیہ المختار علےٰ سائر رسلہ وانبیائہ معہ علی العرش ... یجلسہ معہ علی السریر۔ اللہ رسول اللہ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھا لیگا۔

صہ ۱۶۳ اذا کان یوم القیامۃ نزل الجبار علیٰ عرشہ وقدماہ علی الکرسی ویوتی نبیکم فیقعد بین یدیہ علی الکرسی (جب قیامت کا دن ہوگا اُتریگا جبار اپنے عرش پر اور اُس کے دونوں قدم کرسی پر ہونگے اور لایا جائیگا تمہارا نبی پس بٹھلائیگا اپنے سامنے کرسی پر) اسلئے روضۃ المناظر برحاشیہ مروج الذہب ۱/۲ پر ہے من ذالک ان الحنابلۃ قالوا وکبیرھم ابوبکر المروزی معنی الایۃ ان اللہ یقعد النبی معہ

علی العرش کہ حنابلہ نے کہا کہ خدا عرش پر اپنے ساتھ نبیؐ کو بٹھلائیگا۔ صفحہ ۱۸۳ غنیہ۔ ولا یجوز علیہ الحدود الا ما ذکرنا من انہ علی العرش استوٰی (نہیں جائز اسپر حدیں مگر جو ہمنے بیان کیا کہ اُسنے عرش پر قرار پکڑا ہے) ۲۔ غنیہ صفحہ ۱۲۳ و انہ تعالیٰ حی بحیاۃ و عالم بعلم و قادر بقدرۃ و مرید بارادۃ و سمیع بسمع و بصیر ببصر و مدرک بادراک و متکلم بکلام (اور وہ بلند برتر زندہ ہے زندگی سے جاننے والا ہے علم سے۔ توانا ہے توانائی سے۔ سننے والا ہے کان سے دیکھنے والا ہے آنکھ سے۔ مدرک ہے ادراک سے اور متکلم ہے کلام سے)۔ فرقۂ حنفیہ کی بہن جہمیہ کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم و قدرت و حیات سب پیدا ہوئے ہیں۔ تلبیس ابلیس صفحہ ۱۱۵۔ ۳۔ یضحک و یفرح (وہ ہنستا ہے اور خوش ہوتا ہے) ۴۔ صفحہ ۱۲۴ و کتب التوراۃ بیدہ (لکھی خدانے تورات اپنے ہاتھ سے) ۵۔ و یضع قدمہ فی جہنم فینزوی بعضہا الی بعض و تقول قط قط (اور رکھیگا اپنا قدم دوزخ میں پھر بعض بعض میں سمٹ جاویگا اور کہیگا بس بس) ۶۔ و ینظر اہل الجنۃ فی وجہہ لا یضامون فی رویتہ و لا یضارون (اور بہشتی خدا کے مُنہ کو دیکھینگے۔ نہ تکلیف اُٹھائیں گے اس کے دیکھنے میں اور نہ ضرر)۔ صفحہ ۲۳۵ پر بھی مضمون رویت ہے ۔ ۷۔ صفحہ ۱۲۸ و انہ تعالیٰ ینزل فی کل لیلۃ الی سماء الدنیا ... لا بمعنی نزول الرحمۃ و ثوابہ (وہ ہر رات پہلے آسمان پر اُترتا ہے نہ بمعنے نزول رحمت و ثواب) صفحہ ۱۲۹ ثم یعلوا ربنا (صبح کیوقت پھر اوپر چڑھ جاتا ہے ہمارا رب) صفحہ ۱۳۰ و قیل لاسحاق بن راہویہ ما ھٰذہ الاحادیث التی تحدث بہا ان اللہ تعالیٰ ینزل الی السماء الدنیا و اللہ یصعد و یتحرک قال للسائل تقول ان اللہ یقدر علی

ان ینزل ویصعد ولا یتحرک قال نعم قال فلم تنکرہ وقال یحیی بن معین اذا قال لک الجہمی کیف ینزل فقل لہ کیف صعد وقال الفضیل بن عیاض اذا قال لک الجہمی انا کافر برب ینزل فقل انا مومن برب یفعل ما یشاء (اسحاق بن راھویہ سے کہا گیا کہ یہ کیا باتیں ہیں جو تو کہتا ہے کہ اللہ آسمان اول کی طرف اُترتا ہے اور چڑھتا ہے اور حرکت کرتا ہے۔ اُس نے سائل کو کہا۔ کہ تو اللہ کے بیحرکت نزول وصعود کا اقراری ہے۔ پھر اس سے کیوں انکار کرتا ہے۔ یحییٰ ابن معین نے کہا کہ جب تجھ سے جہمی کہے کہ کیسے اُترتا ہے تو تو کہہ کیسے چڑھا۔ فضیل نے کہا کہ جب جہمی کہے کہ وہ اس رب کا کافر ہے جو اُترتا ہے تو تو کہہ کہ تو اس رب پر ایمان رکھتا ہے جو کرتا ہے جو چاہتا ہے)

۸۔ ص ۱۳۱ وکلام اللہ ھو القرآن الشریف غیر مخلوق کیفما قرئ وتلی وکتب وکیفما تفرقت بہ قراءۃ قاری ولفظ لافظ وحفظ حافظ ھو کلام اللہ وصفۃ من صفات ذاتہ غیر محدث (اور اللہ کی کلام کہ وہ قرآن شریف ہے غیر مخلوق ہے جس طرح پڑھا جائے اور لکھا جائے اور جس طرح متفرق ہو اس کے ساتھ قرأت قاری کی اور لفظ لافظ کا اور حفظ حافظ کا اور وہ اللہ کی کلام ہے اور اس کی ذاتی صفتوں سے ایک صفت ہے نہیں محدث)۔

فمن زعم انّہ مخلوق او عبارتہ او التلاوۃ غیر المتلو او قال لفظی بالقرآن مخلوق فھو کافر باللہ العظیم ولا یخالط ولا یوا کل ولا یناکح ولا یجاور بل یھجر ویہان ولا یصلی خلفہ ولا تقبل شہادتہ ولا تصح ولایتہ فی نکاح ولیہ ولا یصلی علیہ اذا مات فان ظفر بہ استتیب ثلاثا کالمرتد فان تاب والا قتل (پھر جس نے گمان کیا کہ وہ مخلوق ہے یا اس کی عبارت یا اس کی تلاوت یا کہے

میرا قرآن کے ساتھ بولنا مخلوق ہے وہ کافر ہے اس کے ساتھ نہ میل جول کیا جائے نہ نکاح نہ ہمسائگی بلکہ اس سے بائیکاٹ کیا جائے اور اس کی اہانت کیجائے۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے نہ اُس کی گواہی قبول کیجائے نہ اُسکو نکاح میں ولی بنایا جائے جب مرے تو اُسپر نماز نہ پڑھی جائے۔ اگر ایسا شخص ملے تو تین دفعہ اس سے توبہ کرائی جائے۔ جیسے مرتد سے کرائی جاتی ہے ورنہ قتل کیا جائے۔ اتنی خفگی!)

۹۔ صث ۱۳۷ ومن قال ان حروف التہجی محدثہ فھو کافر۔ (جو کہے کہ حروف تہجی محدث ہیں اور قدیم نہیں وہ کافر ہے)۔ حروف المعجم غیر مخلوقہ سواء کان ذالک فی کلام اللہ او فی کلام الادمیین (حروف معجم خواہ کلام اللہ میں ہوں یا آدمیوں کی کلام میں قدیم ہیں۔ کن فیکون میں لفظ کن قدیم ہے)

۱۰۔ صث ۱۳۵ وانہ تعالیٰ یرزق الحرام کما یرزق الحلال (اللہ روزی کرتا ہے حرام کو جیسے روزی کرتا ہے حلال کو) ۱۱۔ ھدایۃ المؤمنین والمسلمین وضلالۃ الکافرین الیہ عزوجل جمیع ذالک فعلہ وصنعہ لاشریک لہ فی ملکہ (ہدایت مومنوں کی اور گمراہی کافروں کی اللہ کی طرف ہے یہ سب اس کا فعل ہے اور کام ہے۔ کوئی شریک نہیں اس کا اس کے ملک میں) ۱۲۔ صث ۱۴۷ خیر وشر کو اللہ نے پیدا کیا۔

۱۳۔ صث ۱۵۰ رای محمد ربہ بعینہ مرتین (حضرت رسولؐ نے اپنے رب کو دو دفعہ اپنی آنکھ سے دیکھا)۔

اقوال مذکورہ بالا کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب شیخ کے نزدیک خدا ہر جگہ نہیں بلکہ آسمان میں عرش کے اوپر بیٹھا ہے۔ اس کے ہاتھ بھی ہیں اور پاؤں بھی۔ منہ بھی ہے اور کان اور آنکھیں بھی۔ ہماری جسمانی آنکھوں سے دکھائی بھی دیتا ہے۔ اس کی اپنی ذات میں کوئی صفت نہیں۔ جو کچھ

اس میں کمال ہے وہ محتاج غیر ذات ہے ۔ قدم میں اس کے کئی شریک ہیں۔ نہ صرف اس کی صفات ہی بلکہ قرآن شریف ۔ اب ت الخ کلمۂ کُن وغیرہ بھی وہ ہنستا خوش ہوتا بھی ہے ۔ اترتا چڑھتا بھی ہے (اکسر سائز کیلئے؟) اسی کا کام ہے کافروں کو گمراہ کرنا ۔ چور رہزن اور زانیہ عورتیں جو پاک کمائی کھاتی ہیں وہ اسی کی دان ہے ۔ ان عقائد پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں ۔ اہل بصیرت خود نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں ۔ یہ عقائد متعلق الوہیت تو بطریق اصحاب ظواہر ہیں ۔ اب بطور اصحاب تصوف ان کی جولانیاں دیکھیں ؞

## ۶ ۔ جناب شیخ صاحب کے مراتب خدائی

پہلے پہل آپ دربارِ الٰہی میں خوش طبعی اور شوخی سے کام لیا کرتے تھے ۔ چنانچہ گلدستۂ کرامت صفحہ ۲۴ پر ہے کہ آپنے دُعا مانگی کہ سہروردی کی زوجہ کو لڑکا ہو حکم ہوا کہ اس کی قسمت میں اولاد نہیں آپنے تین بار دعا کی اور یہی جواب ملا ۔ تو حضرت کا مزاج آشفتہ ہو گیا اور خرقہ مبارک دوش مبارک سے اُٹھا کر پھینک دیا اور کہا جب تک مراد اس نامراد کی حاصل نہ ہوگی خرقہ فقر کا پہننا ہم پر حرام ہے دوسرا قِصّہ اسی قسم کا صفحہ ۱۱ پر یوں لکھا ہے کہ ایک ولی کسی قصور کے ظہور کے سبب سے عہدۂ ولایت سے معزول ہو گیا ۔ اس نے بڑے بڑے اولیاؤں سے دعائیں کرائیں مگر منزلِ مقصود کو نہ پہنچا ۔ آخر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ آپنے بھی اُس کے حق میں تین مرتبہ دُعا کی مگر پایۂ قبول تک نہ پہنچی ۔ حضرت نے ناز محبوبانہ شروع کئے اور عرض کی کہ اگر یہ نامراد میری دُعا سے مراد کو نہیں پہنچتا تو میں بغداد میں نہیں رہتا ۔ میری ولایت کسی اَور کے سپرد ہو ۔ یہ کہکر حضرت اپنا سجادہ دوش پر رکھے خانقاہ سے روانہ ہوئے ۔ جب دروازے

تک پہنچے۔ ہاتف غیب سے ندا ہوئی کہ اے محبوب تیری خاطر سے اس کی
تقصیر معاف ہوئی۔ بلکہ ایک ہزار گنہگار اس کے ساتھ اور بخشا گیا حضرت
نے کچھ خیال نہ کیا اور قدم دروازے سے باہر رکھا۔ پھر آواز آئی پیچھے ہٹو
کہاں جاتے ہو۔ تمہاری خاطر اور دو ہزار بخشا۔ پھر بھی حضرت متوجہ
نہ ہوئے۔ اور دوسرا قدم اُٹھایا۔ پھر صدا آئی کہ اسکو اور تین ہزار
اور کو بدرجۂ مغفرت پہنچا کر ولی کر دیا۔ یہ بشارت سنکر حضرت خوش
ہوئے۔ اللہ میاں نے سوچا کہ کون روز روز ان سے جھگڑے اور
ان کی تُندیاں برداشت کرے کہا یہ لو قدرت کی گٹھڑی سنبھالو
ہم آرام کرتے ہیں۔ تم جانو تمہارا کام جانے چنانچہ گلدستۂ کرامت
صـ ۱۱۲ پر لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ مراقبہ کے عالم میں مدارجِ قربِ
باری پر فائز ہوئے تو ارشاد ہوا کہ اے محبوب جو چیز تمہارے مرغوب
ہو ہم سے مانگو فے الفور عطا ہو۔ عرض کی الٰہی جسقدر افضل مدارج
و اعلےٰ مراتب تھے وہ سب کے سب مجھ سے اول ہی تقسیم ہو چکے ہیں
اوّل مرتبۂ نبوت اعلےٰ حضرت سرور انبیاءؐ پر ختم ہو چکا۔ دوم درجۂ
ولایت مطلقہ علےٰ مرتضےٰ شیر خدا کو مل چکا۔ تیسرا پایہ شہادتِ کبرے
سید الشہدا امیر حمزہ و امام الثقلین حسینؓ کو عطا ہو چکا ہے۔ چوتھا
درجۂ قادریت وہ ذات کبریائی نے اپنی ذات بے ہمتا پر مختص کر لیا
ہے۔ اب پانچویں چیز کونسی ہے جس کی میں درخواست کروں۔ ارشاد
ہوا کہ مرتبۂ صفتِ قدرت ہم نے تجھ کو بخشا اور قادر کیا موجودات
کی جزو کل پر اور متصرف کیا تمام اولیاء عصر و عارفان و عاشقان و
طالبان و محبان و محبوبان کی ترقی و تنزل پر اور شہنشاہی دی تجھ کو
ممالک دُنیا و آخرت پر۔ قلائد مشت پرہے۔ و رای علیہ خلعۃ التصریف
التام فی الوجود و اہلہ ولایۃ وغیرہ اسی واسطے مریدان شیخ

بجائے خدا سے مانگنے کے جناب شیخ سے مانگتے ہیں۔ اور شب و روز یا شیخ عبدالقادر
شیئاً للہ کا ورد کرتے ہیں (اے شیخ خدا کیواسطے کچھ) کیونکہ خدا نے
اپنی قدرت ہی انہیں دیدی اسلئے اس کے پلے کیا ہے۔ جو اس سے
سوال کریں + کیونکہ جناب شیخ القادر ہوگئے اس لئے انکا سلسلہ
قادریہ مشہور ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو تو سنی اتنا ہی الزام
دیتے تھے کہ وہ غلام احمد سے احمد بن گیا۔ لیکن یہاں بفضلہ
عبدالقادر سے قادر بن گئے۔ پھر معلوم نہیں کہ مرزا صاحب
کے مرید مرزا صاحب کو شیخ صاحب سے افضل کیوں جانتے ہیں۔
۲- گلدستہ صفحہ ۱۰۲ پر ہے اور جب کبھی توحید کا ذکر آجاتا تو حضرت
فرمایا کرتے تھے کہ جب موحد مقام توحید تک پہنچگیا تو نہ موحد رہا
نہ واحد نہ اندک نہ بسیار نہ خودی نہ خدا نہ بندہ نہ بندگی۔ نہ
ہستی نہ نیستی نہ ذات نہ صفات نہ جبرئیل نہ قرآن نہ نبی نہ
ولی نہ ولایت نہ تصرف نہ صفت نہ موصوف نہ اسم نہ مسمےٰ
نہ اول نہ آخر نہ ظاہر نہ باطن نہ بہشت نہ دوزخ نہ روشنی نہ تاریکی
نہ نفی نہ اثبات نہ آسمان نہ زمین نہ عرش نہ فرش نہ مقام نہ مقیم
نہ طالب نہ مطلوب نہ عشق نہ عاشق نہ معشوق نہ آدم نہ ابلیس
نہ کفر نہ اسلام نہ کافر نہ مسلمان نہ مومن نہ ایمان نہ حلال نہ حرام
نہ وجود نہ روح نہ مقام نہ استقامت جب موحد اس منزل پر
پہنچگیا گویا وہ توحید میں آگیا کہ التوحید و ترک التوحید فی التوحید
اور صفحہ ۱۲۶ پر ہے کہ آپنے فرمایا کہ میں نے خدا کو خواب میں دیکھا
ایک دفعہ بصورت والدہ اپنی کے اور دوسری مرتبہ بشکل رسالتمآب۔
انہی عقائد کا اثر ہے کہ ان کے مرید ان کے ۹۹ ناموں کا ورد
کرتے ہیں۔ اور اپنے صفات خدائی منسوب کرتے ہیں اُن میں سے

بعض نام یہ ہیں یاھادی النسیم یا محی الرمیم یا مفتیح المغلقات یا ضیاء السمٰوات والارضین یا قاضی الحاجات یا عبد القادر یا صاحب القدرۃ یا واھب النصرۃ ارحمنا برحمتک یا ارحم الراحمین یعنے اے ہوا کو چلانے والے اے بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنے والے اے بندھنوں کو کھولنے والے۔ اے آسمانوں اور زمینوں کی روشنی اے حاجتوں کو پورا کرنے والے یا عبد القادر اے قدرت والے اے مدد بخشنے والے اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہمپر رحم کر۔ (اقتباس الانوار صـ۹۳)

(۴۳)۔ گلدستۂ کرامت صـ۱۳۶ پر انیس القادریہ سے نقل کیا ہے کہ آپکے ایک نومسلم مرید نے آپ سے عرض کی کہ عذاب قبر سے کیونکر رہائی ہوگی۔ تو آپنے فرمایا کہ جب قبر میں تیرے روبرو منکر نکیر آئیں اور پوچھیں کہ تو کس کا بندہ ہے اور کس دین پر ہے۔ اسوقت تو ہمارا نام لینا غرض اُسی دن وہ مرگیا۔ جب دفنایا گیا اور نکیرین نے آکر سوال کیا من ربک (تیرا رب کون ہے) ما دینک (تیرا دین کیا ہے) اس نے جواب دیا عبد القادر۔ انہوں نے پھر ڈرایا تو اُسنے کہا کہ بندہ کو فقط حضرت کا نام یاد ہے اور نہ کوئی بات ہے نہ کلام ہے۔ فرشتے بدرگاہ ربانی متوجہ ہوئے حکم ہوا کہ گور کا عذاب اس سے اُٹھالو۔ آرام سے سلادو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے مُریدوں کا رب بھی عبد القادر ہے اور دین بھی عبد القادر ہے (۴۴)۔ قلائد صـ۶۵ پر ہے کہ آپنے فرمایا ان قلوب الناس بیدی ان شئت صرفتھا عنی الی ان شئت جذبتھا الی کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھوں میں ہیں اگر چاہوں تو انہیں

اپنی طرف کھینچ لوں اور چاہوں تو انہیں اپنی طرف سے پھیر دوں یہانتک تو الوہیت کا ذکر تھا۔ اب ملائکہ اور انبیاء کی نسبت انکے عقائد سُنیئے تاکہ آپ کو "با خدا دیوانہ و با محمد ہشیار" کی اصلیت معلوم ہو جائے۔

**۷۔ نکیرین سے مٹھ بھیڑ** اقتباس الانوار ص۳۳ پر ہے کہ جب حضرت جیلانی کا انتقال ہوا تو ایک ولی نے انسے ملاقات کی اور پوچھا کہ آپ منکر نکیر کے ہاتھ سے کس طرح بچے فرمایا یہ کیا سوال ہے۔ یہ کیوں نہیں کہتا کہ وہ دونوں میرے دست تصرف سے کیونکر رہائی پاگئے اس نے عرض کی کہ ارشاد ہو تو آپنے فرمایا کہ جب وہ دو فرشتے میرے پاس آئے اور پوچھا من ربک (تیرا رب کون ہے) مینے کہا شرط اسلام یہ ہے کہ پہلے سلام و مصافحہ کرو پھر بات کرو تم نے یہ رسم کہاں سے نکالی ہے کہ سلام و مصافحہ سے پہلے ہی بات شروع کردی وہ شرمندہ ہو کر مصافحہ کے لئے بڑھے۔ مینے ان دونوں کو مضبوط پکڑ لیا اور کہا کہ پہلے میں تم سے سوال کرتا ہوں اگر تم نے جوابدیا تو میں تمہارے سوال کا جوابدونگا۔ کہنے لگے اچھا پوچھئے۔ میں نے کہا کہ جب خدا نے آدم کے بارے میں انی جاعل فی الارض خلیفہ کہا (میں زمین میں خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں) تو تمنے بے تامل کہا آیا تو اسکو خلیفہ کریگا جو زمین پر فساد کرے اور خون بہائے اور ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تیری تقدیس کرتے ہیں۔ ان کے مقولہ سے چند خطائیں لازم آتی ہیں۔ (۱) اُنہوں نے جانا کہ خدا ہم سے مشورہ پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ اس سے منزّہ ہے۔ (۲) اُنہوں نے تمام انبیاء کو فساد وخونریزی سے نسبت دی اور یہ نہ جانا کہ ان میں فرشتوں سے بھی بہتر ہیں۔ (۳) اُنہوں نے اپنے علم کو خدا کے علم پر ترجیح دی۔ اور خدا

پر اعتراض کیا اور تازیانہ انی اعلم ما لا تعلمون کھا کر راہ راست پر آئے۔ نکیرین نے کہا کہ یہ بات صرف ہم دونے ہی نہیں کی بلکہ سب نے کہی۔ اگر آپ ہمیں چھوڑیں تو ہم جا کر سب سوچکر جواب دیں۔ جناب شیخ نے ایک کو چھوڑا۔ اُسنے جا کر باقی فرشتوں سے معاملہ بیان کیا۔ تمام نے جواب میں سر گریبان سکوت و تحیر میں ڈالا۔ اسپر فرمان ایزد ہوا کہ آدم پر اعتراض کرنا اس کے تمام بیٹوں پر اعتراض ہے۔ (خدا کو اصل واقعہ کے وقت یہ بات نہ سوجھی۔ جناب شیخ صاحب کے کہنے سے اسکا علم ہوا۔ توبہ) محبوب جیلانی کے پاس جا کر یہ خطا معاف کراؤ جبتک وہ نہ بخشیگا تمہاری رہائی نہوگی۔ تمام فرشتے آپکی خدمت میں دوڑے اور آپ کے قدموں میں سر معذرت ڈالا۔ خدا نے بھی شفاعت کی۔ اسلیئے غوث جیلانی نے خدا سے کہا کہ اے خدا ایک شرط پر ان ملائکہ کے جُرم سے درگزر کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے سلسلہ کے تمام مریدوں کو قیامت کے دن بخشے اور منکر و نکیر کے سوال سے نجات دیوے۔ فرمان آیا کہ اے محبوب جو کچھ تو نے چاہا ہم نے دیا۔ ان فرشتوں کے جرم سے درگذر کیئے اسوقت حضرت نے ان کو چھوڑ دیا اور وہ اپنے مقامات کو لوٹ گئے اس سے معلوم ہوا کہ جناب شیخ کے نزدیک تمام ملائکہ خاطی اور مجرم تھے اور خدا کو بھی ان کے بخشنے کا اختیار نہ تھا۔ اسلیئے اُسنے خود حضرت شیخ کے پاس شفاعت کی ؞

**۸۔ عصمتِ انبیاء پر حملہ**

ا۔ غنیہ صفحہ ۲۱۹ فلما بلغ الی قولہ افرأیتم اللات والعزیٰ ومنوٰۃ الثالثۃ الاخریٰ نعس النبیؐ فالقی الشیطان فی قرأتہ تلک الغرانیق العلیٰ عندھا الشفاعۃ ترتجی یعنی الاصنام ففرح المشرکون بذالک لانھم اثبتوا لھا الشفاعۃ ؀۲۲۰ فلما رأی ذالک رسول

شق علیه وقال اطعت الشیطان وتکلمت بکلامہ واشرکتہ فی امر اللہ عزوجل فنسخ اللہ ما القی الشیطان وانزل علیہ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الخ۔ یعنے پس جب پہنچے رسول اکرم خدا کے اس قول پر بھلا تم دیکھو تو لات وعزے اور منات وہ تیسرے پچھلے۔ تو اونگھ آئی آپکو پس ڈالدیا شیطان نے آپکی قرأت میں یہ ہیں غرانیق بزرگ ان کے پاس سفارش کی امید رکھی گئی ہے مراد رکھتے تھے غرانیق سے بت پس خوش ہوئے مشرک اس سے اسواسطے کہ ثابت کی ہے انہوں نے ان بتوں کے لئے شفاعت۔ جب دیکھا اسکو پیغمبر نے تو دشوار ہوا آپ پر اور کہا کہ میں نے فرمانبرداری کی شیطان کی اور کلام کیا میں نے اس کے کلام کے ساتھ اور میں نے شریک کیا اُس کو خدائے بزرگ وبرتر کے کلام میں۔ پس دور کردیا خدا نے اس چیز کو جو ڈالی تھی شیطان نے اور اُتاری آپ پر آیہ وما ارسلنا الخ

خدا کا تو یہ ارشاد ہے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان اے شیطان میرے برگزیدہ بندوں پر تجھے قدرت و دخل نہیں وما ینطق عن الھوی اور ہمارا حبیب ہوا سے نہیں بولتا۔ یہ جو بولتا ہے وحی ہوتی ہے لیکن جناب شیخ ختم الرسل کے متعلق یہ فرما رہے ہیں کہ شیطان آپ پر مسلط ہوگیا اور آپکی زبان مبارک سے کفریہ کلمات نکالے نعوذ باللہ

۲- ص ۲۷۶ فلو استغنے احد عن التوبۃ وامن من العدو وشوم النفس ووسواس الشیطان ومکائدہ۔۔ لکان ذالک حقیقاً بآدم علیہ السلام یعنے اگر کوئی بے پرواہ ہوتا توبہ سے اور بیخوف ہوتا دشمن سے۔ نفس کی شامت اور شیطان کے وسواس اور اسکے فریبوں سے تو البتہ یہ لائق تھا ساتھ حضرت آدم کے مگر وہ بھی اس سے نہ بچا۔

۳- ص ۲۷۹ وسلیمان بن داود۔۔۔ لما عوقب علی خطیئۃ من

اجل التمثال الذی عُبد فی دارہ اربعین یوماً من غیر علمہ فسلب ملکہ منہ اربعین یوما فھرب تائہا علیٰ وجھہ وکان یسأل بکفیہ فلا یطعم فاذا قال اطعمونی فانی سلیمان بن داؤد شج راسہ وضرب واھین وکذب ولقد استطعم یوما من بیت فطرد وبزقت امرأۃ علیٰ وجھہ وروی انہ ذات یوم اخرجت عجوزۃ جرۃ فیہا بول وصبت علیٰ راسہ فبقی فی الذل علیٰ ذالک الی ان خرج اللہ لہ الخاتم من بطن حوت فلبسہ الخ اور حضرت سلیمان بن داؤد جب عذاب کئے گئے اس گناہ پر کہ ان کے گھر میں بُت پوجا گیا تھا چالیس دن بغیر ان کے علم کے پس چھینا گیا اُنکا ملک انسے پس بھاگ گئے حیران اپنے طریق پر اور وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بھیک مانگتے پھرتے تھے۔ پس انہیں کھانا نہ ملتا جب کہتے مجھے کھانا کھلاؤ۔ میں سلیمان بن داؤد ہوں تو اُن کا سر پھوڑا جاتا۔ پیٹے جاتے اہانت کیجاتی اور جھٹلائے جاتے۔ ایکدن اُنہوں نے ایک گھر سے کھانا مانگا۔ لیکن دھتکارے گئے اور ایک عورت نے آپکے مُنہ پر تھوکدیا۔ ایکدن ایک عورت نے آپکے سر پر بول کا بھرا ہوا برتن پھینکدیا۔ پس آپ اسی حالت ذلت میں رہے یہانتک کہ خدا نے آپکے لئے آپکی انگوٹھی مچھلی کے پیٹ سے نکالی۔ جسے آپنے پہنا (نعوذ باللہ)

۴۔ صلٹ ۶۹۱ خدا نے حضرت یونس علیہ السلام کو کہا انی مستحی منک کیف عذبتک فی دار الدنیا فھل انت راض عنی یعنے میں تجھ سے شرمندہ ہوں کہ مینے تجھے کیسا عذاب دیا دنیا میں۔ پس آیا تو مجھ پر راضی ہے۔

**۹۔ جناب شیخ معطے مرتبۂ محمدیت؟**

چونکہ جناب شیخ کو بخیال خود مرتبۂ قادریت ملا تھا جو فوق مرتبۂ نبوت و محمدیت ہے اس لئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ منصور مرتبۂ اطلاق میں پابند ہوا

اگر میں ہوتا تو اسکو ترقی دلاتا اور مرتبۂ صحو یعنے مرتبۂ محمدیہ پر مشرف کرتا (اقتباس الانوار ص۵۹ از تحفۃ الراغبین)

**۱۰- معراج شیخ**

۱- اقتباس الانوار ص۵۸ پر بحوالہ تحفۃ القادریہ لکھا ہے کہ شب معراج کو رسول اکرم روح مقدس حضرت عبد القادر کی گردن پر قدم رکھکر سوار ہوئے اور جب آپ سات آسمانوں سے گزر کر ساق عرش پر پہنچے تو ایک باعظمت سبز رنگ کا خیمہ دیکھا کہا گیا کہ یہ جناب شیخ کا خیمہ ہے اور گلدستۂ کرامت ص۱۰ پر ہے کہ جبرئیل و براق رسول اکرم کو سدرۃ المنتہے تک لیگئے۔ اور آگے نہ جاسکے۔ اسوقت روح حضرت عبد القادر نے رسول اللہ کو اپنے کندھے پر اُٹھاکر مقام قاب قوسین تک پہنچا دیا۔ اس سے رسول اللہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا ولدی قدمی ھٰذہٖ علےٰ رقبتک وقدماک علیٰ رقاب جمیع اولیاء اللہ میرا قدم تیری گردن پر اور تیرے قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر۔ صاحب کتاب نے ص۱۵ پر انکی شان میں یہ شعر کہا ہے ؎

عرش پر تم جدامجد کو اُٹھا کر لیگئے ٭ اسلئے پایا ہے اے کرسی نشین قدر رفیع

کبریت احمر ص۵ کے حاشیہ پر لکھا ہے امام شعرانی در رسالہ در و مرجان مے فرماید کہ من از شیخ خود ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سوال کردم کہ حضرت محبوب سبحانی کہ قدمی ھٰذہ علی رقبۃ کل ولی فرمودہ است چہ معنے دارد۔ ہمچو کلمہ از ایشاں سرزدہ است کہ از نقل و عقل بعید مے نماید۔ جواب دادند کہ آیا خبر داری کہ شیخ آخر وقت تائب شدہ و آں توبہ کہ فرمود از مثل ہمیں امور است یعنے شیخ نے اس قول سے توبہ کر لی کیونکہ یہ عقل و نقل سے بعید ہے۔

۲- گلدستۂ کرامت ص۱۳۷ پر بحوالہ انیس القادریہ لکھا ہے۔ کہ معراج کے بعد شاہ رسالت نے ذکر کیا کہ ہم نے مقام سدرہ کے متصل ایک بارگاہ دیکھی

جس کے اندر دو نہایت خوبصورت مُرغ تھے ایک سفید جو دروازہ پر کھڑا تھا دوسرا سبز جو بارگاہ کے اندر مقام رکھتا تھا۔ وہ مُرغ دمبدم پرواز کرکے اتنا اونچا جاتا کہ عرش معلےٰ سے گزر جاتا اور پھر واپس آکر اپنے مقام پر ٹھیر جاتا گویا پیام رسان جناب رب الارباب بعالم اسباب وہی مُرغ تھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مُرغ سفید تو شیخ بایزید بسطامی اور مرغوب سبز محبوب سبحانی سید شیخ عبد القادر جیلانی کی روح ہے۔ واہ!

۳۔ اقوال مندرجۂ بالا سے ظاہر ہوا کہ ان کے واضع کے نزدیک جناب شیخ کو اتنی طاقت تھی کہ وہ رسول کو اُٹھا کرلے گئے ورنہ رسول تو درماندہ رہ گیا تھا۔ اور ادھر تو روح پر اٹھا کرلے گئے۔ پھر عرش کے پاس بصورتِ مُرغ آگے ہی موجود تھے۔ اس قول نے یہ بھی ظاہر کیا کہ مریدان شیخ کے نزدیک معراج رسول روحانی تھی۔ ورنہ روحِ شیخ جسم رسول کو کیوں اُٹھاتی۔ اب اس بات کا مزید ثبوت لیجئے کہ یہ حضرات قوتِ شیخ کو قوتِ رسول سے بڑھاتے ہیں۔ ملفوظ غیاثی میں لکھا ہے کہ آپ بچپن میں دایہ کی گود میں تھے۔ کہ ایکدفعہ آپ اس کی گود سے اُڑ کر ہوا میں پہنچے۔ اور سورج کے سامنے پارہ کی طرح پھرتے تھے آخر گود میں پھر آگئے۔ جب آپ بغداد میں مقیم ہوئے تو وہ دایہ گیلان سے حاضر ہوئی اور عرض کی کہ آیا وہ بچپن کی سی حالت اب بھی ہوتی ہے۔ آپنے فرمایا کہ اسوقت ضعیف تھا اسلئے تاب تجلیات نہ لاتا۔ اب تو قوت ہوگئی ہے کہ اس جیسی لاکھوں مجھ میں گم ہوتی ہیں۔ اور مجھے جگہ سے اُٹھا نہیں سکتیں (اقتباس الانوار صـ۲۷ - گلدستۂ کرامت صـ۲۹)

مطلب یہ ہوا کہ جو مضبوط ہو تجلیات اُس میں گم ہوتی ہیں۔ لیکن ضعیف کو اُٹھا لیتی ہیں۔ رسول اکرم کو چونکہ معراج عالم بالا کی طرف ہوئی اور وہ جسم کے ساتھ اُٹھائے گئے۔ تو وہ ضعیف ہوئے نہ؟

۴۴- گلدستۂ کرامت صفحہ ۲۲ پر ہے کہ بروز میثاق جب سب مخلوق کی روحیں خلق ہوئیں تو خدا کے حکم سے ملائکہ نے تمام روحوں کی تین صفیں قائم کیں پہلی صف میں انبیاء کی دوسری میں اولیاء کی تیسری میں عوام کالانعام کی۔ غوث اعظم کی روح کو فرشتوں نے دوسری صف میں کھڑا کیا۔ مگر حضرت وہاں نہ ٹھیرے اور پہلی صف میں قیام کیا۔ فرشتوں نے پہلی صف سے نکال کر دوسری صف میں کھڑا کیا الخ

ایسی ہی باتوں کا نتیجہ ہے کہ اقرار ولایت شیخ کلمہ کا جزء بنالیا گیا ہے۔ چنانچہ قلائد الجواہر صفحہ ۳۷ پر لکھا ہے کہ ایک عورت نے اپنا بیٹا شیخ صاحب کی مریدی میں دیا۔ شیخ نے اسے مجاہدہ کا حکم دیا۔ ایکدن وہ عورت اپنے بچے کو دیکھنے آئی تو اُسے دُبلا پتلا زرد رنگ اور جَو کی روٹی کھاتے دیکھا۔ جناب شیخ کے پاس آئی تو دیکھا کہ ان کے سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں پڑی ہیں۔ عورت بولی حضرت شیخ آپ مُرغ کباب اور میرے بیٹے کو جَو کی روٹیاں!! شیخ نے ان ہڈیوں کو حکم دیا کہ مرغی بنجاؤ۔ فوراً جیتی جاگتی مُرغی کھڑی ہوگئی اور پکاری لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ الشیخ عبد القادر ولی اللہ۔ شیخ نے کہا بڑھیا! جب تیرا بیٹا بھی ایسا بنجائیگا پھر جو چاہے کھائے۔!

۱۱- جناب شیخ اور یادگار حسینؑ مظلوم

۱- غنیہ صفحہ ۵۶۲ ونبینا محمد احب الحسن والحسین وعلقا بقلبه فجاء جبرئیل واخبره بان احدهما یسم والاخر یقتل حتی لا یحب مع الحبیب سواء اور ہمارے پیغمبر حضرت محمدؐ نے حضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہما کو دوست رکھا دل سے تو جبرئیل آئے اور خبر دی کہ انمیں سے ایک کو زہر دیا جائیگا

اور دوسرا قتل کیا جائیگا تاکہ آپ اپنے حبیب اللہ کے ساتھ کسی اور کو دوست نہ رکھیں۔ گویا ان کی شہادت (نعوذ باللہ) رسول اللہ کی غلطی کا نتیجہ تھی۔ اور اسلئے یہ شہادت بطور تادیب رسول ہوئی۔

۲۔ ص۵۷ مجلس فضائل عاشوراء میں کہا ہے واستوی الرب علی العرش فی یوم عاشوراء.. واول مطر نزل من السماء یوم عاشوراء اور چڑھا پروردگار عرش پر عاشوراء کے دن اور پہلی دفعہ مینہ آسمان سے عاشوراء کے دن برسا۔ شاید اسی یادگار میں لاہوری سنی پچھلے دو سال سے عاشوراء کے دن اونچی مسجدوں پر چڑھتے ہیں۔ اور پانی بند کرتے ہیں۔ حالانکہ شیخ نے اسی مقام پر فرمایا ہے ومن سقی شربۃ من ماء یوم عاشوراء فکانما لم یعص اللہ طرفۃ عین اور جو کوئی عاشوراء کے دن ایک بار پانی پلائے تو گویا اُس نے اللہ کی نافرمانی ایک چشم زدن کے لئے بھی نہ کی میرے خیال میں انہیں چاہیئے کہ اسدن اپنے مکانوں کی چھتوں پر چڑھا کریں۔

۳۔ ومن اکتحل بالاثمد یوم عاشوراء لم ترمد عینہ تلک السنۃ کلہ اور جو کوئی عاشوراء کے دن سرمہ لگائے اُس کی آنکھ نہ دکھیگی اس تمام سال۔ ص۵۸ من اکتحل یوم عاشوراء بکحل فیہ مسک لم یشتک عینہ الی قابل من ذالک الیوم جو عاشوراء کے دن سرمہ لگائے اس سرمہ میں سے جس میں کستوری ہو تو اُس کی آنکھ اُسدن سے آئندہ سال تک نہ دکھیگی۔ ۴۔ ص۵۸ من صام یوم الزینۃ یعنے یوم عاشوراء ادرک ما فاتہ من صیام السنۃ جو زینت کے دن یعنے عاشوراء کا روزہ رکھے۔ اسے سال بھر کے فوت شدہ روزوں کا ثواب ملیگا۔ ۵۔ ص۵۸ من وسع علی عیالہ فی یوم عاشوراء وسع اللہ تعالے علیہ سائر سنۃ جو شخص اپنے

عیال پر فراخی کرے عاشوراء کے دن اللہ اسے تمام سال فراخی دیگا۔

۶۔ صفحہ ۵۸۶ وقد طعن قوم علیٰ من صام هٰذا الیوم العظیم

وما ورد فیه من التعظیم وزعموا انه لا یجوز صیامه لاجل

قتل الحسین بن علی فیه وقالوا ینبغی ان تکون المصیبة فیه

عامة لجمیع الناس لعقدة وانتم تتخذ ونه یوم فرح وسرور

وتامرون فیه بالتوسعة علی العیال والنفقة الکثیرة ... ولیس

هٰذا من حق الحسین علیٰ جاعة المسلمین وهٰذا مخطی و

مذهبه قبیح فاسد لان الله اختار لسبط نبیه محمد الشهادة

فی اشرف الایام واعظمها واجلها وارفعها۔ عنده لیزیده

بذالک رفعة فی درجاته وکراماته مضافة الی کراماته وبلغه منازل

الخلفاء الراشدین الشهداء بالشهادة الخ صفحہ ۵۸۶ وکذالک یوم

عاشوراء لا یتخذ یوم مصیبة ولان یتخذ یوم عاشوراء یوم

مصیبة لیس باولیٰ من ان یتخذ یوم فرح وسرور لما قدمنا ذکره

... فصار عاشوراء بمثابة بقیة الایام الشریفة کالعیدین والجمعة

وعرفه وغیرها یعنے ایک قوم نے گمان کیا کہ عاشوراء کو روزہ رکھنا جائز

نہیں بہ سبب قتل ہونے حسینؓ کے اسمیں اور کہا اسنے کہ واجب ہے کہ اسدن

میں عام مصیبت ہو تمام لوگوں کو حسینؓ کے گم ہونے کی وجہ سے اسدن میں

حالانکہ تم اُس دن کو فرحت اور خوشی کا دن بناتے ہو اور حکم کرتے

ہو اسدن میں عیال پر فراخی کرنے اور بہت خرچ کرنے کا ... حالانکہ

یہ نہیں ہے حسینؓ کے حق سے جماعت مسلمین پر یہہ کہنے والا خطا کرنیوالا

ہے اور اس کا مذہب بُرا اور فاسد ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے چُن لیا

اپنے نبی محمد کے بیٹے کو شہادت میں سب دنوں میں بڑے بزرگ اور بہت

بڑے اور بڑی بزرگی والے اور بہت بلندوں میں اپنے نزدیک تاکہ زیادہ

اس شہادت اور اس کی بزرگیوں میں اسکی بزرگی کی طرف زیادہ کرنا اور اسکو پہنچائے خلفاء راشدین شہداء کے مرتبوں میں۔ اور اسی طرح عاشورا کا دن مصیبت کا دن نہ بنایا جائے اور اس لئے کہ عاشورا کا دن ماتم کا دن بنانا بہتر نہیں اس سے کہ اس کو فرحت اور خوشی کا دن بنایا جائے"

پس ہوگیا عاشورا برابر بقیہ بزرگ دنوں مثل عیدین جمعہ اور عرفہ وغیرہ کے + ان تمام اقوال سے یہ صراحتہً معلوم ہوگیا کہ شیخ صاحب جیلانی کے نزدیک عاشورا زینت کا دن۔ عید کا دن۔ فرحت وخوشی کا روز۔ سرمہ لگانے اور اہل وعیال میں عیدیاں دینے کا دن ہے۔ اور حسین مظلوم علیہ السلام کا یہ حق نہیں کہ اسدن کو ان کی خاطر مصیبت اور ان کی یادگار کا دن قرار دیا جائے۔ دائرہ سلسلۃ العرفان ص۸ پر لکھتی ہے کہ وہ عشرۂ محرم میں مجالس عیش وسرور منعقد نہیں کرتے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو دائرہ اپنے آقا اور پیر کی تکذیب کر رہی ہے۔ کیونکہ اس کا دستگیر تو اسدن کو سرور کرنے کا حکم دیتا ہے پھر کیسے ممکن ہے کہ دستگیر کی غلامی کا دم بھرنیوالا اُسدن سرور وعیش نہ کرے۔ اب ایک اور طرف آئیے۔ براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ ص۳۰۵ پر لکھا ہے اور یہ روایت کہ جو کوئی عاشورا کے دن سُرمہ لگائے تا سال آئندہ اسکی آنکھ نہ دُکھے اگر غسل کرے تو مریض نہو تمام سال۔ اگر اپنے عیال پر توسع کرے تو خدا اُسپر توسع کرے اور یہ کہ اسدن آدم کی توبہ قبول ہوئی۔ اور نوحؑ کی کشتی جودی پر ٹھیری ابراہیمؑ نے آگ سے نجات پائی۔ اسماعیلؑ کا فدیہ گوسفند ہوئی۔ یوسفؑ یعقوبؑ کی طرف لوٹایا گیا۔ یہ تمام روایتیں موضوع ہیں پس جماعت نواصب بواسطۂ جہل و تعصب این روز را عیدی وموسمی دانستہ اند یعنے جماعت نواصب یعنی دشمنانِ اہلِ بیتؑ نے بہ سبب جہل وتعصب کے اُسدن کو عید جانا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو اسدن کو عید جانے وہ نواصب سے ہے جناب شیخ نے تو صـ۱۹۳ پر لکھا ہے فھی اھل السنۃ والجماعۃ.... ولتسمیھا الرافضۃ ناصبیۃ لقولھا باختیار الامام ونصبہ بالعقد کہ اہل سنت والجماعت کا نام رافضہ نے ناصبیہ رکھا ہے بہ سبب قائل ہونے اس کے ساتھ اختیار اور مقرر کرنے امام کے ساتھ عقد جماعت اہل اسلام کے + یعنے انہوں نے تو فخریہ تمام اہل سنت کو ناصبیہ لکھا ہے ۔ لیکن غالباً ابن حجر کا یہ مطلب نہیں ۔ بہرحال اہل سنت کو اختیار ہے کہ جناب پیر کی اور ابن حجر کی تقلید میں عاشورا کو یوم عید و زینت و فرحت و سرور قرار دیکر طغرائے ناصبیت کو زیب سر کریں اور اپنے دونوں پیشواؤں کی لاج رکھیں ۔ یا اپنے آقائے نامدار سرور عالم کی محبت میں اسدن کو یوم مصیبت قرار دیکر روح رسول ؐ کو خوش کریں ۔

۷ ۔ تصانیف شیخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکی عادت تھی کہ آپ شان اہلبیت علیہم السلام کی تنقیص کیا کرتے تھے اور آپ کے دشمنوں کی طرفداری کیا کرتے تھے ۔ چنانچہ غنیہ صـ۱۷۶ پر معاویہ کے بارے میں لکھا ہے واما خلافۃ معاویہ ابن ابی سفیان فثابت صحیحۃ الخ کہ معاویہ کی خلافت ثابت و صحیح ہے ۔ حالانکہ اپکو ماھیۂ معاویہ سے اسکی ماہیت معلوم ہو چکی ہے ۔ اور بقول دائرہ (صـ۲ سلسلۃ العقیان) یہ جناب عائشہ کو افضل نساء عالمیان جانتا تھا ۔ لیکن غنیہ صـ۱۷۷ پر ہے وکذالک فاطمہ بنت نبینا محمد صلعم رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن بعلھا واولادھا افضل نساء العالمین کہ حضرت فاطمہ جہانوں کی عورتوں سے افضل ہیں ۔ غلطی صرف یہی ہے کہ دو افضل نہیں ہو سکتے ۔ انمیں سے ایک افضل ہے شرح فقہ اکبر صـ۱۰۹ پر لکھا ہے کہ ترمذی میں حدیث علیؑ ہے کہ خیر النساء مریم و فاطمہ ہیں اور حارث بن اسامہ نے اپنی مسند میں مسند صحیح سے روایت کی ہے کہ مریم اپنے عالم کی عورتوں سے بہتر اور

حضرت فاطمہ بھی ایسی ہیں۔ صحیح میں ہے کہ حضرت فاطمہ اس امت کی اور بروایت نسائی جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسالت مآب نے فرمایا کہ سیدۂ نساء اہل الجنہ حضرت مریم ہیں پھر فاطمہ پھر خدیجہ پھر آسیہ اور ابن عماد نے کہا کہ خدیجہ کو بوجہ مادریت افضلیت ہے۔ اور سبکی نے لکھا کہ ہمارا دین یہ ہے کہ حضرت فاطمہ افضل ہیں پھر خدیجہ۔ پھر عائشہ اور ابن عماد سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ خدیجہ عائشہ سے افضل ہے۔ پس افضلیت جناب سیدہ کے لئے روایات کثیرہ کے ہوتے ہوئے جناب شیخ کے لئے سزاوار نہ تھا کہ وہ ایک آدھ روایت کی بنا پر افضلیت عائشہ کا دم بھرتا خصوصاً جبکہ اسکی ذریت نے ادعائے سیادت بھی کیا۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ حضرت فاطمۂ زہرا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا و علےٰ ابیہا وبعلہا وبنیہا تمام جہان کی عورات سے افضل ہیں وللبحث مقام آخر۔

## ۱۲۔ غلام احمدیوں کی تردید بزبان شیخ

مریدان مرزا صاحب قادیانی کا عقیدہ ہے کہ احمد سے مراد غلام احمد ہے اور یہ کہ حضرت عیسےٰ آسمان پر نہیں گئے۔ جناب شیخ نے ان ہر دو مسائل کی نسبت غنیہ صفحہ ۲۵۵ میں یہ ارشاد فرمایا ہے قال عیسےٰ اللھم یا رب فھذا لی خاصہ فقال لک خاصہ ولمن تبعک واخذ اخذک وقال لقولک وھو لاحمد وامتہ من بعدک واخبر عیسےٰ بذٰلک اتباعہ فقال ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد من صفتہ ونعتہ وفضلہ کیت وکیت واخذ میثاقھم بالایمان بہ وجہ دشا ثم عند ما رفعہ اللہ تعالےٰ الی السماء لاصحابہ... فرفعت عندھا آیۃ الامان من صدور النصاریٰ وبقیت فی صدور مسلمی اھل الانجیل.. حتیٰ بعث اللہ النبی

فانزلت علیہ فی سورۃ الحمد بمکہ یعنے حضرت عیسےٰ نے کہا اے خدا بسم اللہ الرحمن الرحیم میرے ہی لئے خاص ہے۔ ارشاد ہوا تیرے لئے اور تیرے پیرووں کے لئے اور تیرے بعد احمدؐ اور اس کی امت کے لئے اور خبر دی مسیح نے اپنی امت کو اس کی اور بتلائیں اس کی صفتیں جیسا کہ خدا نے کہا مسیح خوشخبری دینے والا تھا ایک پیغمبر کی اپنے بعد جس کا نام احمدؐ ہے۔ اور بنایا کیا اس کی شان کو واسطے اپنے اصحاب کے جبوقت کہ اُٹھایا مسیح کو خدا نے طرف آسمان کے۔ پس جب گزر گئے حواری اور دوسرے لوگ آئے جو خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کیا تو آیت اماں اُٹھ گئی۔ یہانتک کہ بھیجا خدا نے نبی کو اور اتارا اس آیت کو اسپر سورۂ حمد میں + کیا اصحابِ قادیان مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام و اسمہ احمد میں اپنے اتنے بڑے مجدد اور ولی کو بھی جھٹلائینگے ؟

## ۱۳۔ نمونۂ صداقت

غنیہ ص۲۰۳ پر رافضہ کی ۱۴ قسمیں بیان کی ہیں۔ قطعیہ۔ کیسانیہ۔ کریبیہ۔ عمیریہ۔ محمدیہ۔ حسینیہ۔ ناوسیہ۔ اسماعیلیہ۔ قرامطیہ۔ مبارکیہ۔ شمیطیہ۔ متمریہ۔ ممطوریہ۔ موسویہ۔ امامیہ (اثنا عشریہ)۔ زراریہ۔ اوّل تو یہی صداقت ہے کہ عنوان فصل میں ۱۴ فرقے کہے ہیں۔ واما الرافضۃ فالاربعۃ عشر فرقۃ۔ اور بیان ۱۶ کئے ہیں لیکن اور دیکھئے ص۲۰۶ پر رقمطراز ہیں۔ فقد شبہت مذاہب الروافض بالیہودیۃ۔۔

قالت الیہود لا تصلح الامامۃ الا لرجل من ال داؤد و قالت الرافضۃ لا تصلح الامامۃ الا لرجل من ولد علی ابن ابی طالب و قالت الیہود لا جہاد فی سبیل اللہ حتی یخرج المسیح الدجال و ینزل بسبب من السماء و قالت الروافض لا جہاد فی سبیل اللہ حتی یخرج المہدی و ینادی مناد من السماء و توخر الیہود

صلوٰۃ المغرب حتّیٰ تشتبک النجوم وکذالک الرّوافض یوخرونہا والیہود تزول عن القبلۃ شیئا وکذالک الرافضہ والیہود تنور فی الصّلوٰۃ وکذالک الرّافضہ والیہود تسدل اثوابہا فی الصّلوٰۃ وکذالک الرّوافض والیہود تستحل دم کل مسلم وکذالک الروافض والیہود لا ترٰی علی النّساء عدۃ وکذالک الرّافضہ والیہود لا ترٰی فی الطلاق الثلٰث شیئا وکذالک الرّوافض الخ - کہاں تک لکھتے جائیں - چند باتوں کا ترجمہ کرتا ہوں فرمایا ہے کہ مذاہب روافض یہودیت سے مشابہ ہیں - کیونکہ یہ دونوں نماز مغرب میں تاخیر کرتے ہیں یہاں تک کہ ستارے آپس میں جمع ہو جائیں - یہود تھوڑا سا قبلہ سے پھرتے ہیں اسی طرح رافضی بھی کرتے ہیں - یہود اور رافضی نماز صبح میں روشنی کرتے ہیں - یہ دونوں گروہ اپنے کپڑے نماز میں لٹکاتے ہیں - ہر مسلم کا خون حلال جانتے ہیں - نہیں رکھتے عورتوں کی عدت - نہیں دیکھتے تین طلاق میں کچھ چیز + اس قول میں حضرت شیخ نے تمام مذاہب روافض کی مشترکہ خصوصیات بیان کی ہیں - ان کی صداقت کو پرکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے - کہ اس فرقہ کو لیں جو ہر جگہ موجود ہے - جس کی کتابیں چھپی ہوئی ہیں - اور جس کی مذہبی کتابیں شیخ کے زمانے میں بھی موجود تھیں یعنے امامیہ اثنا عشریہ - اگر مریدان شیخ اپنے پیر کی صداقت کو پرکھنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ فرقہ اثنا عشریہ کے اعمال دیکھیں اور پھر اپنے شیخ کے تعصب کی داد دیں - دیکھئے انہی کا ہم عصر ابن جوزی ہے اُنہوں نے بھی تلبیس ابلیس پانچویں باب میں ایک فصل ص۱۲۵ سے ص۱۴۳ تک رد روافض میں لکھی ہے - لیکن انہوں نے ان امور کا ذکر تک نہیں کیا - اگر یہ باتیں روافض میں فی الواقع موجود ہوتیں تو

ابن جوزی بکھے بغیر کہاں چھوڑتا۔

## ۱۴۷۔ انکشاف جدید

غنیتہ الطالبین صفحہ ۲۲۵ ادخل (ابلیس) ذنبہ فی دبرہ فباض سبع بیضات فہم اولادہ الموکلون ببنی آدم صفحہ ۲۳ ان اللہ لما لعن ابلیس خلق منہ زوجتہ الشیطانۃ من ضلعہ الایسر کما خلقت حوا من آدم فغشیہا فحملت منہ احدی وثلاثین بیضۃ فصارت اصلا لذریتہ فتفرقت الذریۃ عنہا فطبقت البر والبحر حتی قیل نفضت کل بیضۃ عشرۃ آلاف ذکر وانثی یعنی تفرعت منہا فکسفوا الجبال والجزائر والخرابات و الفلوات والبحار والرمال والادغال والاجام والعیون و مجامع الطرق والحمامات والکنف والمزابل والھواء و معارک الحروب والنواقیس والقبور والدور والقصور وخیام الاعراب وجمیع البقاع یعنے شیطان نے داخل کی اپنی دُم اپنی مقعد میں پس سات انڈے دئے پس یہ اسکی اولاد ہے جو بنی آدم پر موکل ہے۔ جب خدانے ابلیس کو راندہ کیا۔ تو اسکی بائیں پسلی سے اُس کی مادہ شیطاننی پیدا کی جیسے حوا کو آدم سے پیدا کیا۔ پس جماع کیا شیطان نے شیطاننی سے پس حمل ٹھیرا اُسے اس سے ۳۱ انڈے ہوئے یہ اصل ہو گئے اسکی ذریت کے۔ پس نکلی اولاد ان انڈوں سے۔ پس پُر ہو گئے جنگل اور دریا یہانتک کہ کہا گیا کہ ہر انڈے سے دس ہزار نر و مادہ نکلے پس بھر دیا انہوں نے پہاڑوں۔ جزیروں۔ جنگلوں۔ دریاؤں۔ ریگستانوں۔ درختوں کے جھنڈوں۔ بیابانوں۔ چشموں۔ راستوں۔ حماموں۔ پاخانوں۔ کوڑے کی جگھوں۔ نیچی جگھوں۔ لڑائی کی جگھوں۔ ناقوس بجانے والے مقامات۔ قبروں۔

گھروں - محلوں - اعراب کے خیموں اور تمام جگہوں کو۔ معلوم ہوتا ہے کہ جناب شیخ کو لاروی مچھر کے انڈوں کا خیال آگیا -

## ۱۵ - فضائل -

۱ - گلدستۂ کرامت صـ ۱۱۹ پر اخبار الاولیاء سے نقل کیا ہے کہ غوث الثقلین کی جناب ایسی ہے کہ اگر کل اشجار قلم اور دریا سیاہی اور جن وانس کاتب ہو جائیں - تو ایک شمہ لکھنے میں نہ آئے - ۲ - صـ ۱۱۱ پر ہے کہ ایک مرتبہ ماہ رمضان میں ستر آدمیوں نے آکر دعوت دی کہ آج شب کو افطار ان کے ہاں کریں - آپنے سب کی دعوت قبول کی - جب شام ہوئی تو آپ براہِ تصرف و خوارق ہر ایک داعی کے گھر میں پہنچے اور سب کے یہاں کھانا بھی کھایا بلکہ حاضرین خانقاہ کے ساتھ بھی ملکر طعام تناول کیا -

اگر حضرت علی علیہ السلام کی نسبت ایسی روایات بیان کیجائیں تو سنی صاحبان اعتراض کریں - لیکن جناب شیخ کی نسبت تمام باتوں کا اعتقاد کر لیا جاتا ہے اگرچہ ان کی حقیقت بھی ثابت نہو -

۳ - صـ ۳۸ پر ہے کہ ایکروز حضرت کا ایک مرید بقضائے الٰہی فوت ہو گیا - اس کے اہل و عیال نالان و گریان حضور کے دروازہ پہ حاضر ہوئے - حضرت کو اُنپر رحم آیا - مراقبہ میں جاکر ملک الموت سے ملے اور اپنے مرید کی روح اس سے واپس مانگی - اُسنے جوابدیا کہ میں ہر ایک ذیجان کی روح خدا کے حکم سے قبض کرتا ہوں - واپس کرنا میرا کام نہیں حضرت نے پھر وہی سوال کیا اور وہی جواب پایا - آخر یہ نوبت آئی کہ حضرت نے کل روحوں کی زنبیل جو اس کے پاس تھی چھین لی اور سب کو چھوڑ کر فرمایا کہ تم کو قسم ہے خدائے جان آفرین کی ہر ایک روح اپنے اپنے جسم میں جاکر خدا کے حکم سے زندہ ہو جائے - چنانچہ سب روحیں جو اس زنبیل میں تھیں چھو گئر عام مُردے زندہ ہوئے - حضرت کا مرید بھی زندہ ہو کر خدمتیں حاضر ہوا اور

حضرت کی عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ لیکن اس ڈاکہ مارنے پر خدا نے کیا کیا؟

۴۔ ص۱۹ پر بحوالۂ ہدایۃ الاحوال لکھا ہے کہ کبھی تو ایسا اتفاق ہوتا کہ حضرت غوث ایک وقت میں اس قدر کھانا کھاتے کہ ایک من آٹے کی روٹیاں اور کامل ایک بکرے کا گوشت ہوتا اور باوجود اس کے نہ آپ کو قضائے حاجت ہوتی اور نہ جسم میں سستی آتی اور کبھی ایسا ہوتا کہ ایک ایک دو دو ہفتے اور ایک ایک مہینہ حضرت کو روزہ کی حالت میں گزر جاتا۔ اس میں نہ آپ کھانا کھاتے نہ پانی پیتے۔ شکم پُری کی کرامات دکھلانے سے فائدہ؟ اور ہفتوں اور مہینے کا روزہ بلا افطار کہاں جائز ہے! ۵۔ کبریت احمر ص۵ پر ہے کہ کرامات آنحضرت کہ بعینۂ معجزہ نبی ماست بیرون از احصا است کہ کرامات شیخ کہ بعینۂ ہمارے نبی کا معجزہ ہیں گنتی سے باہر ہیں۔ کیوں نہو مرید بیٹھے بیٹھے گھڑتے رہیں اُنکو گنے کون!

**۱۶۔ مریدئیے شیخ** گلدستۂ کرامات ص۹ پر ہے کہ جیلی اعظم نے اپنے تمام مریدوں کو جو قیامت تک اس سلسلہ میں داخل ہوں گے ناجی کیا ہے آپنے فرمایا کہ اگر کوئی اپنے آپکو ہماری طرف منسوب کرے۔ اللہ اسکو قبول کریگا اور وہ میرے مریدوں اور اصحابوں میں سے ہوگا اور فرمایا جو کوئی منادی کرے ہمارے نام نامی کی شدت میں اس سے وہ سختی ہٹائی جائیگی۔ قلائد الجواہر ص۳۶ پر ہے۔ کہ شیخ نے فرمایا من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ ومن نادی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل الی اللہ بی فی حاجۃ قضیت حاجتہ ومن صلی رکعتین یقرء فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدی عشر مرۃ ویصلی علی رسول اللہ بعد التشہد احدی عشر مرۃ یسلم علی ویذکر باسمی ویذکر حاجتہ فانہا تقضی انشاء اللہ وفی روایۃ ویخطوا الی جہۃ

الشرق نحو قبری احدی عشر خطوۃ او قال سبع خطوات ویذکرنی
ویذکر حاجتہ فانہا تقضیٰ اور صـ۱۵ پر ہے قال سالت مالکا خازن
النار ھل عندک من اصحابی احد فقال لا وعزۃ اللہ وان یدی
علی مریدی کالسماء علی الارض یعنے جو کوئی مصیبت میں میرے
پاس فریاد کرے اس کی مصیبت ہٹجائیگی۔ جو سختی میں میرا نام لے
اسکی کشائش ہوگی اور جو اللہ کو میرا وسیلہ دے تو اس کی حاجت
پوری ہوگی۔ اور جو میری دو رکعتی نماز یازدہ گامی پڑھے اس کی مراد
بر آویگی۔ خازن نار سے پوچھا کہ میرے اصحاب میں سے کوئی تیرے پاس ہے،
اسنے کہا نہیں۔ بعزت خدا میرا ہاتھ تیرے مرید پر ایسا ہے جیسے آسمان
زمین پر۔ صـ۱۳ پر ہے فاخذت من ربی سبعین موثقا انہ
لا یمکر بی وان لا یموت لی مریدا الا عن توبۃ یعنے مینے خدا سے
ستر اقرار لئے کہ مجھ سے مکر نہ کرے اور نہ مارے میرے کسی مرید کو مگر توبہ
پر صـ۱۶ واعطی مریدیہ ومریدی مریدیہ الی سبعۃ یدخلون
الجنۃ۔ میرے مرید اور ان کے مرید سات پشتوں تک جنت میں داخل ہونگے۔
مسیحیوں کا عقیدۂ کفارہ اسکے سامنے کیا حقیقت رکھتا ہے۔

## ۱۷۔ نماز یازدہ گامی ونذور شیخ

اقتباس الانوار صـ۹۳ خواندن یازدہ نام آنحضرت رضی اللہ عنہ نیز برائے جمیع حاجات بہ غایت مجرب وسریع التاثیر است ... واز ثقات منقول است کہ آنحضرت فرمود اسمی کاسم
الاعظم اللہ یعنے نام من تاثیر اسم اعظم حق جل وعلیٰ دارد ہر کہ بہ صدق تمام
بخواند تاثیرات بسیار است واسم اعظم آنحضرت بدون موکلات اینست
یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ وبا موکلات بدینطریق است یا ذفمائیل
یا طاطائیل یا لوماٹیل بحق شیخ عبد القادر شیئاً للہ ...

و صاحب تحفۃ الراغبین مے نویسد دوگانہ آنحضرت در باب قضاء حاجت
بسیار سریع التاثیر است و مثل کبریت احمر است و طریق وے آنست
کہ اول دو رکعت نماز بگذارد و در ہر رکعت بعد فاتحہ یازدہ بار سورۂ
اخلاص بخواند و بعد از فراغ در سجدہ رفتہ آنحضرت را باین اسم یاد
کند یا شیخ الثقلین یا قطب ربانی و یا غوث صمدانی شاہ
محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی اغثنی وامددنی
فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات سہ مرتبہ آمین گوید بعد ازاں
برخاستہ بجانب عراق یازدہ قدم تمام کند و در اینجا بگوید السلام
علیک یا حضرت شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر
جیلانی چوں یازدہ قدم برگردد حاجت خود را ایستادہ بطلبد بعد
ازاں بہ سجدہ رود سہ مرتبہ ایں اسم بگوید یا لطیف الطف
بلطفک الخفی.. و نزد بعضے چوں یازدہ قدم تمام کردہ برگشتہ بہ
جائیکہ دوگانہ گزاردہ بود آمدہ بنشیند یکہزار و یک بار یا شیخ
عبد القادر شیئاً للہ بخواند و نزد بعضے دیگر چوں طرف عراق
یازدہ گام روانہ شود جائیکہ یازدہ گام روانہ شود یازدہ قدم تمام
کردہ یک دوگانہ دیگر بگذارد و نیت کند کہ برائے خدا میگذارم و ثواب
آن دوگانہ بروح حضرت غوث اعظم نیاز کند و از محلے کہ یازدہ
قدم تمام شدہ باشد یک کلوخ یا چوبے بردارد و یازدہ بار بگوید
کہ اگر حاجت من روا شود ایں مقدار شیرینی بروح حضرت غوث
الاعظم بدہم صلہ و توشۂ حضرت غوث اعظم برائے قضاء حاجات
و کفایت مہمات مثل کبریت احمر است باید کہ توشہ را پیش از حصول
مقصود ادا نماید بدیں تفصیل پنج آثار پاؤ بالا میدہ و ہمیں مقدار
شکر تری و روغن زرد و یک آثار پاؤ بالا مغز بادام و ہمیں قدر

قلمی
مغز پستہ و کشمش و نارجیل دیک تانک پاؤ بالا قرنفل وہمیں قدر چینی
و الائچی خورد ہمہ را در یک جا کردہ حلوا بپزد و فاتحہ بنام آنحضرت بخواند
صاحب تحفۃ الراغبین مے فرماید ترتیب خواندن فاتحہ بروح حضرت
غوث اعظم برائے قضائے حاجات و کفایت مہمات بر شیرینی نذر دے
بر این منوال است نخستین یازدہ کرت یازدہ نام آنحضرت کہ مسطور
گشتہ اند بخواند بعد ہشت بار الحمد و یازدہ بارہ سورۂ اخلاص و
سہ بار درود قرأت کند و ہر حاجت کہ باشد بے شک بر آید مجرب و
آزمودہ است و شیرینی بروح آنحضرت یازدہ جیتل را بدہد اگر کسی
را فرزند نمے شود باید کہ کندوری آنحضرت نذر کند بعد چہل روز یا
شش روز از تولد فرزند سوا یازدہ آثار پختہ پلاؤ و سوا پنج آثار قلیہ
و سوا یازدہ آثار نان بپزد و ترب و پیاز نیز مہیا کند پس برو
فاتحہ بروح آنحضرت بخواند و بہ یازدہ کس درویش کہ ازیں سلسلۂ
عالیہ باشند و اگر صاحب حاجت وسعت داشتہ باشد سوا من پلاؤ
بپزد و نیم من قلیہ و سوا من آرد گندم را نان بپزد و صلحا را بخوراند
و یازدہ تنکہ زر یا نقرہ یا سیاہ یا یازدہ دستار یا فوطہ و یا یازدہ
رومال بہ اینہا بگذراند خلاصہ یہ ہے کہ جناب شیخ جیلانی کے گیارہ
نام پڑھنے تمام حاجات کے لئے نہایت مجرب اور سریع التاثیر ہیں۔
حضرت شیخ نے فرمایا کہ میرا نام اللہ کے اسم اعظم کی طرح
ہے ۔ اور اسم اعظم بدون موکلات یہ ہے یا شیخ عبد القادر
شیئاً للہ اے شیخ عبد القادر خدا کے لئے کچھ اور با موکلات
یہ ہے یا دفتمائیل یا طاطائیل یا روماٸیل بحق شیخ
عبد القادر شیئاً للہ اور قضاء حاجت کے لئے دوگانہ آنحضرت
کا بہت سریع التاثیر ہے ۔ اس کا طریقہ یہ ہے ۔ کہ دو رکعت نماز

پڑھے ہر رکعت میں بعد حمد ۱۱ مرتبہ قل ہو اللہ بعد فراغ سجدے میں جائے
اور شیخ کو ان ناموں سے پکارے یا شیخ الثقلین یا قطب ربانی یا
یا غوث صمدانی شاہ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی
میری فریاد کو پہنچ - میری مدد کر میری حاجت کے پورا کرنے میں
اے قاضی الحاجات تین مرتبہ آمین کہے پھر گیارہ قدم عراق
کی طرف چلے اور کہے السلام علیک یا حضرت شیخ محی الدین
عبد القادر جیلانی اور گلدستۂ کرامت صفحہ ۱۵۰ پر ہے کہ ہر قدم
پر کہے یا شیخ الثقلین یا قطب ربانی یا غوث صمدانی
یا محبوب سبحانی ابو محمد عبد القادر جیلانی اور
خلاصۃ القادریہ میں ہے کہ ایک ایک قدم میں ایک ایک اسم جناب غوثیہ
پڑھے بعدہ بآواز بلند ندا کرے یا حضرت غوث صمدانی عبدک
مریدک مظلوم عاجز الیک فی جمیع الامور فی الدنیا و
الآخرۃ امددنی واغثنی یعنے یا حضرت غوث تیرا بندہ اور تیرا
مرید مظلوم عاجز ہے تمام امور دنیا و آخرت میں میری امداد کر-
اور میری فریاد کو پہنچ - اور گلدستۂ کرامت صفحہ ۱۵۱ پر ہے کہ ایک ایک
قدم پر ایک ایک اسم آنحضرت پڑھے بعدہ داہنے قدم کو بائیں پر
رکھکر تصور کرے گویا روبرو ہے آنحضرت حاضر ہے اور عرض کرے
یا شیخ الثقلین اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی وحاجات
المؤمنین اور فوائد الاذکار سے نقل کیا ہے کہ ہر قدم پر
شیخ الثقلین یا قطب ربانی یا غوث صمدانی اغثنی پڑھے بعدہ
دونوں ہاتھ باندھکر کھڑا ہو جائے اور تصور حاضری روضۂ آنحضرت
کرے اور یہ دعا پڑھے یا شیخ الثقلین یا قطب ربانی یا غوث صمدانی
حضرت میر سید ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی الحنبلی الشافعی

اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات پھر پچھلے پاؤں پیچھے ہٹکر مصلے پر آئے اور بیٹھکر پڑھے یا ھا یا ھو یا ھی +

**اقتباس الانوار** میں ہے کہ جب گیارہ قدم تمام کرکے اسجگہ پر لوٹے جہاں دوگانہ پڑھا تھا تو بیٹھکر ایکہزار ایک بار یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ پڑھے اور ایک ڈھیلا یا لکڑی اُٹھا کر گیارہ بار کہے کہ اگر میری حاجت پوری ہو تو اس قدر شیرینی روح غوث الاعظم کو دونگا۔

توشۂ غوث اعظم قضاء حاجات کے لئے مثل کبریت احمر ہے۔ حصول مقصود سے پہلے ادا کرے تفصیل اس کی یہ ہے ۵ سیر میدہ۔ اتنا ہی شکر تری وگھی۔ ۱ سیر مغز بادام اتنا ہی مغز پستہ وکشمش ونارجیل ۱ چھٹانک قرنفل اسی قدر چینی قلمی والائچی خورد۔ تمام کو یکجا کرکے حلوا پکائے اور آنحضرت کی فاتحہ پڑھے۔ ترتیب فاتحہ یہ ہے۔ گیارہ بار نام حضرت جیلانی جیساکہ مسطور ہوا لے۔ پھر ۸ بار سورۂ الحمد گیارہ بار سورۂ اخلاص تین دفعہ درود شریف۔ اگر کسی کے بیٹا ہو تو کندوری نذر کرے۔ بیٹا پیدا ہونے کے ۴ یا ۶ روز بعد ۱۱ سیر پختہ پلاؤ۔ ۵ سیر قلیہ ۱۱ سیر روٹی پکائے۔ مولی اور پیاز بھی مہیا کرے جیلانی کی فاتحہ دے اور ۱۱ درویشان قادریہ کو کھلائے اگر صاحبِ وسعت ہو تو ۱ من پلاؤ۔ نیم من قلیہ۔ ۱ من نان گندم کھلائے۔ اور ۱۱ تنکہ زر یا سیم یا پیسہ یا گیارہ دستار یا رومال یا لنگ ان کو دے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اخبار اہلحدیث میں ایسے وظائف کے متعلق لکھا ہے کہ کیا ہی سناتن دھرمی وظیفے ہیں۔ ہم توسل کے منکر نہیں لیکن وسیلہ ٹھیک ہونا چاہیئے وللبحث مقام اٰخر۔

| ۸۱۔ جو چیز آپکی طرف منسوب ہو جائے اُسکی توہین ہو وے تو آفت سلب | گلدستہ کرامت صـ۱۱ اور اقتباس الانوار صـ۸ پر بحوالہ تحفۃ الراغبین |
|---|---|

لکھا ہے۔ کہ حضرت شیخ نظام الدین نارنولی کا دستور تھا کہ ہر سال
عرس خواجہ معین الدین چشتی کے لئے نارنول سے اجمیر پیادہ آتے۔
ایکدن مجلس عرس میں وجد میں آئے ہوئے تھے کہ ایک مرید سلسلۂ قادریہ
نے غوث اعظم کی نذر کے روپے تھیلی میں رکھکر شیخ نظام الدین کے
سامنے پیش کیے۔ چونکہ شیخ اثنائے رقص میں تھے انکا پاؤں درۂ
نذر شریف پر لگا۔ بمجرد پاؤں لگنے کے اونکی ولایت سلب ہوگئی۔
پس خواجہ معین الدین کی روح کی طرف توجہ کی۔ آپنے فرمایا۔ کہ
ترک آداب کیوجہ سے تیرا مرتبہ سلب ہوا۔ نظام الدین نے عرض
کی کہ آقا اس درویش کو بالکل اس درہ کی اطلاع نہ تھی۔ تو آپنے
فرمایا کہ ہمیں یہ طاقت نہیں کہ حضرت قادریہ میں گستاخانہ عرض کریں
اور شفاعت کریں۔ لیکن حضرت خاتمیت میں معروض رکھتے ہیں۔
آپکا فرمایا البتہ مؤثر ہوگا۔ خواجۂ بزرگ نے حضرت رسالت پناہ
کے حضور میں توجہ کی۔ تو آپنے حضرت قادریہ میں فرمایا کہ اے عبدالقادر
نظام الدین اسوقت معذور و مغلوب الحال تھا اسکی تقصیر عفو
کرو۔ تو حضرت قادریہ نے اسکے عذر کو قبول فرمایا اور اس کو اُسکے
مقام پر بحال کیا۔

شیخ جیلان کی طرف جو پیسے بھی منسوب ہو جائیں ان کی توہین سے
تو ولایت سلب ہو جاتی ہے لیکن امام حسینؑ اور اہل بیت علیہم السلام
کی طرف جو چیز منسوب ہو۔ اس کی توہین سے بتلاؤ تو کیا حشر ہوگا
تعزیۂ حسینؑ کی توہین۔ علم کی اہانت۔ ذوالجناح پر تمسخر۔ سبیل
کی ممانعت بتلاؤ تمہیں کہاں پہنچائیگی۔ ہاں ہاں شیخ جیلانی کے
مریدو۔ حضرت بغدادی کے غلامو! اس کلیہ کی بنا پر سچا سچا
جواب دینا۔ اور گریبان میں مونھ ڈالکر اپنے ایمان و اسلام کی خبر لینا

## ۱۹- اجازت نرد بازی

قلائد الجواہر ص۵ پر ہے کہ آپکے پڑوس میں ایک شخص عبداللہ رہتا تھا جو نرد کھیلا کرتا تھا۔ اس نے سب کچھ ہار دیا۔ تو شیخ نے اسے کہا کہ یہ میرا سجادہ لے اور جوا کھیل۔ اسنے کھیلا اور ہارا ہوا سب کچھ جیت لیا۔ پھر شیخ کے پاس آیا اور توبہ کی۔

## ۲۰- شیخ چڑیا بنا

ص۷۵ پر ہے کہ ایکدفعہ جب آپ پر تجلی ہوئی تو آپ گرنے لگے۔ پھر آپ اتنے چھوٹے ہوئے جیسے چڑیا پھر بڑھے یہاں تک کہ ڈراؤنی شکل پر ہوگئے پھر گم ہوگئے۔ کیا یہ ہپنوٹزم کی کرامات ہیں؟

## ۲۱- نسخۂ سوراج واستقلال خلافت

گلدستۂ کرامت ص۵۲ پر لکھا ہے کہ کہ ایک درویش سلسلہ "قادریہ" زمین کی سیر کرتا ایک شہر میں پہنچا۔ جس کے رہنے والے کسی حاکم یا بادشاہ کے محکوم نہ تھے اور ہر ایک اپنے گھر کا آپ حاکم تھا اور وہ لوگ کسی مذہب کے پابند نہ تھے۔ انکا دستور یہ تھا کہ آٹھویں روز بدھ کے دن تمام لوگ شہر کے باہر ایک تالاب پر جاتے تمام دن روزہ رکھتے رات کو ہر ایک حسب توفیق اپنے گھر سے کھانڈ گھی میدہ لاکر تالاب پر جمع کرتا۔ دوسرے دن جمعرات کو اس کا حلوا بناتے اور شیخ عبدالقادر کی فاتحہ دیکر آپسمیں تقسیم کرتے اور فراغت پاکر پھر شہر میں آتے۔ اس درویش نے کہا کہ تم اس طریق پر کس معبود کی عبادت کرتے ہو۔ اور تمہارا دین کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہم ایک بزرگ کا دن کرتے ہیں۔ ہم میں سے وہ فلان شخص جو ہمارا بڑا ہے انکا نام جانتا ہے۔ وہ درویش اسکے پاس گیا

اُسنے کہا کہ ہم بے محل حضرت کا نام نہیں لیتے۔ تم بھی بدھ کے دن روزہ رکھکر تالاب پر آنا۔ تم کو ان کے نام سے آگاہ کیا جائیگا۔ چنانچہ روز مقرر پر درویش تالاب پر حاضر ہوا۔ اُسنے بعد غسل کے مودب ہوکر ایک کتاب مطلا بغل سے نکالی جس میں غوث اعظم کا نام آب طلا سے لکھا تھا۔ کہا بھائی حضرت کے اسماء تو بہت ہیں مگر اسم غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی سید سلطان شیخ عبدالقادر جیلانی ہے۔ گیلان میں پیدا ہوئے۔ بغداد میں سکونت اختیار کی ۔ جن دنوں ہم ظالم حاکموں اور رہزنوں ستمگاروں سے تنگ آئے ہوئے تھے تو حضرت کے طریق کا ایک بزرگ اس شہر میں آیا اُس نے ہمکو یہ عمل بتلایا۔ اور کہا اگر یہ کروگے تو کسی حاکم کا تسلط تم پر نہوگا اور کوئی رہزن۔ قزاق تمہارے مال پر غارت کا ہاتھ دراز نہ کریگا۔ اُس روز سے ہم برابر یہ عمل کرتے ہیں اور خود مختار رہکر بآرام تمام عمر کاٹتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک بادشاہ لشکر لے کر ہمارے شہر پر چڑھ آیا۔ ہم نے دروازے شہر کے بند کرلئے۔ رات کو بحکم الٰہی اس کے لشکر پر آگ کا مینہ برسا۔ تمام اسباب جل گیا۔ لشکر بھاگ گیا اس روز سے پھر کسی حاکم نے اس طرف رُخ نہیں کیا۔ بلکہ سب حاکم ہم سے ڈرتے ہیں اور چور رہزن خوف کرتے ہیں۔

بڑی مشکل سے یہ نسخہ ہاتھ لگا ہے۔ اب تو سب مشکلیں آسان ہیں۔ نہ ترک موالات کی ضرورت ۔ نہ سودیشی کی حاجت جلدی اور بہت جلدی سنٹرل خلافت کمیٹی اور جمعیتہ العلماء اور امام الہند سب پچھلے ریزولیوشنوں اور گر متھوں کو منسوخ کرکے جیلانی کی جے کا نعرہ لگاکر اس نسخہ پر عملدرآمد کرنے کا ریزولیوشن پاس کردیں اور آل انڈیا کانگریس سے بھی پرزور مطالبہ کریں کہ وہ بھی اپنے

پہلے عملی نظام کو کالعدم کر کے اس طریقہ پر کاربند ہو نہ نن کواپریشن کی ضرورت۔ نہ لیڈروں کو جیل میں جانے کی حاجت سبحان اللہ شیخ جیلان کا نسخۂ سوراج۔ پھر دیکھئے ایک مہینے میں سوراج ملتا ہے کہ نہیں

## ۲۲۔ تصانیف شیخ

قلائد الجواہر صـ پر ہے وقال قاضی القضاۃ محبّ الدین العلیمی فی تاریخہ

کان سیدنا شیخ عبد القادر امام الحنابلہ وشیخھم فی عصرہ ولہ کتاب الغنیہ لطالبی طریق الحقّ وکتاب فتوح الغیب یعنے غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیوب آپکی تصانیف ہیں اور آپکی طرف منسوب ہیں۔ بعض حنفی حضرات اس سے انکار کرتے ہیں کہ غنیہ اپکی تصنیف ہے۔ اور سلسلۃ العقیان سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اسکے جواب میں اہلحدیث یہ کہتے ہیں۔ کہ امام ذھبی نے اپنی کتاب العلو والعرش مطبوعہ مطبع انصاری دہلی کے صـ۵۳ پر اس کتاب کو جناب شیخ کی طرف منسوب کیا ہے۔ قال شیخ الاسلام سید الوعاظ ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح بن جنگی دوست الجیلی شیخ العراق فی کتاب الغنیہ لہ اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مطبوعہ مطبع گلزار محمد لاہور صـ۸۴ پر فرمایا ہے واما ما وقع فی الغنیہ للشیخ عبد القادر الجیلانی اور شرح مسند ابی حنیفہ صـ۲۲۵ پر لکھا ہے ووقع فی الغنیہ للقطب الربانی السیّد عبد القادر الجیلانی اور شیخ عبد الحق نے شرح فتوح الغیب صـ۳۰۹ پر کہا ہے درغنیہ کہ از تصانیف مشہورہ بحضرت است الخ اور مولوی عبد الحی لکھنوی صاحب اپنے رسالہ الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل ملحقہ میزان الاعتدال فی نقد الرّجال کے آخر میں غنیہ کے بارے میں کہتے ہیں اما اولا فلان نسبتھا الیہ مذکورۃ فی کتب ابن حجر وغیرہ من الاکابر فانکار کونھا من تصانیفہ غیر مقبول عند الاواخر

واما ثانیا فلان من طالع الغنیہ من اولہا الی اٰخرھا حرفاً حرفاً علم کونہا من تصانیفہ قطعا الخ یعنے اولاً غنیہ کی نسبت شیخ کی طرف ابن حجر وغیرہ جیسے اکابر کی کتب میں مذکور ہے۔ پس اس کا انکی تصانیف سے ہونیکا انکار کرنا اواخر کے نزدیک مقبول نہیں۔ ثانیاً جو غنیہ کو اول سے آخر تک حرف حرف پڑھے۔ اُسکو یقین اور علم ہو جائیگا کہ یہ انکی تصانیف سے ہے +

آپ فلسفہ۔ علم روحانیات و علم کلام کے دشمن تھے۔ چنانچہ ایک شخص کے پاس پہلے دو علوم کی کتابیں تھیں آپنے اُسے کہا بئس الرفیق کتابک قلائد ص۱۲ یہ کتاب تیری بری ساتھی ہے ص۲۹ ایک علم کلام جاننے والے کے سینہ پر ہاتھ پھیرنے سے اُسے وہ علم بھلا دیا۔

## ۲۳۔ شیخ جیلانی کا پوتا ابتک زندہ ہے؟

اقتباس الانوار ص۳۰ پر لکھا ہے۔ وہم در تحفۃ الراغبین از تحفۃ القادریہ نقل مینماید از بعضے فضلا شنیدم کہ یکے از فرزندان حضرت سید عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلانی در ایں زمانہ حاضر است شیخ جمال اللہ نام شبیہ الحق است بجد خود حضرت غوث اعظم و اکثر اوقات در برارے بسطام میگذراند وگاہ گاہ در بسطام ہمے آید و ایں عزیز کہ شرف صحبت ایشاں را دریافتہ نقل مے کرد من دریک وقت بحضرت ایشاں عرض کردم شک نیست کہ ایشاں کامل را در حیات وممات مخیر کردہ اند آیا معلوم ہست کہ عمر شما تا کجا خواہد بود فرمودند بہ یقین مرا ہم معلوم نیست اما وقتے کہ حضرت بابا جیو یعنے جدم حضرت غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی در سماع گرم شدے مرا در کنار گرفتے و گفتے اے جمال اللہ از من مہتر عیسٰے علیہ السلام و اخی سید محمد مہدی موعود را سلام برسانی۔ از ینجا معلوم مے شود کہ مہتر عیسٰے وصاحب الزمان را بہ بینم و آں سلام کہ نزد من امانت است بہ ایشاں برسانم۔ یعنے حضرت شیخ عبدالقادر کا پوتا جمال اللہ ابتک زندہ ہے۔ جس شخص نے انکی صحبت کا شرف پایا۔ اُسنے بیان کیا کہ وہ بسطام کے جنگلوں میں پھرتے ہیں

اور کبھی کبھی بسطام میں بھی آتے ہیں۔ میں نے انکی خدمت میں عرض کی کہ اسمیں شک نہیں کہ کاملوں کو موت و زندگی کا اختیار ہے۔ آیا آپکو معلوم ہے کہ آپکی عمر کتنی ہوگی۔ انہوں نے فرمایا کہ یقین کے ساتھ مجھے بھی معلوم نہیں لیکن جسوقت دادا صاحب سماع میں گرم ہوتے تو مجھے گود میں لیتے اور کہتے اے جمال اللہ! مجھ سے مہتر عیسےٰ اور میرے بھائی محمد مہدی کو میرا سلام پہنچانا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میں مہتر عیسےٰ اور صاحب الزمان کو دیکھونگا۔ اور امانت سلام اُنکو پہنچاؤنگا۔ (ممکن ہے کہ قادیان کے رجسٹروں میں ان کا نام ملجائے۔ کیا احمدی صاحبان اُنکا پتہ بتلا سکتے ہیں۔ اگر وہاں پتہ نہیں۔ تو پھر ابھی زندہ ہوں گے)

**گلدستۂ کرامت صـ۱۴۷ پر ہے کہ انکو دائمی عمر نصیب ہوئی اور آجتک وہ بہ سَیر اقالیم دور و دراز مصروف ہیں حضرت صاحب الزمان کی طول حیات و غیبت پر اعتراض کرنے والے اسے غور سے دیکھیں۔**

## ۲۴۔ وفات و روضہ

اقتباس الانوار صـ۸۳ پر ہے کہ جناب شیخ کی وفات بروز جمعرات بتاریخ ۱۱۔ ربیع الآخر ۵۶۱ھ کو ہوئی۔

تحفۃ الراغبین میں بحوالہ مفتاح اخلاص گیلانی ۱۷ تاریخ اور بہجۃ الاسرار میں ۹ لکھی ہے۔ صاحب اقتباس نے قول اول کو اصح کہا ہے۔ کبریت احمر صـ۵ پر ۹ یا ۱۱ ماہ مذکور ۵۶۲ھ لکھکر اول کو اصح اور ثانی کو اشہر فرمایا ہے اور سترھویں کو "فی ما ثبت بالسنہ" شیخ عبد الحق کی طرف منسوب کیا ہے۔ آپ بغداد میں دفن ہوئے۔ اور وہیں آپکا روضہ بنا ہے۔ اقتباس الانوار صـ۸۳ پر ہے کہ مرید سلسلۂ عالیہ کو چاہیئے کہ ساعت وصال شریف کو مغتنم جانکر جناب غوث کی طرف متوجہ ہو اور شجرۂ مبارکہ آنحضرت پڑھے اور توسل ڈھونڈے اور بعد فراغ ماکولات و مشروبات تقسیم کرے۔ قلائد الجواہر صـ۵۶ ولما ملک مولانا السلطان سلیمان بغداد امر بعمارۃ الزاویہ زاویۃ الشیخ عبد القادر

فعمرت وعاد الیہا اخوۃ الشیخ علاء الدین المتقدم ذکرہ و
اقاربہ علی ما قیل ہم بہا الی یومنا ہذا کما کانوا علیہ فی الزمن
القدیم من المرتبات والاوقاف وزیادۃ وہم محظوظون
بجلون عند الخاص والعام ولقد اجتمعت بشخص منہم
بمدینۃ القسطنطنیہ فی ۹۴۳ھ یسمی الشیخ زین الدین
حسن الشکل ذو ہیبۃ ووقار وسکینۃ وذکر لی انہ من اولاد
عم الشیخ علاء الدین السابق ذکرہ وانہ ورد بسبب
اوقاف الزاویۃ ببغداد وحصل لہ الخیر الزائد وقضیت
جمیع اشغالہ کما فی خاطرہ وزیادۃ کل ذالک ببرکۃ
جدہ سیدنا الشیخ عبد القادر وقیل ان المشائخ
المذکورین الذین ہم ببغداد لم یکونوا من اولاد الذکور
وانما ہم من اولاد الشیخ الطفسونجی من بنت سیدنا
الشیخ عبد القادر التی زوجہا لابن الشیخ عبد الرزاق
الطفسونجی بعد وفات ابیہ جب سلطان سلیمان نے بغداد
پر تسلط پایا تو زاویہ شیخ کی عمارت کا حکم دیا پس وہ تعمیر ہوا
اور شیخ علاء الدین کے بھائی اور اقارب وہاں واپس گئے اور آج تک
وہیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ شیخ کی اولاد ذکور سے نہیں بلکہ شیخ
طفسونجی کی اولاد سے ہیں جو شیخ عبد القادر کی بیٹی سے ہیں
جن کو انکی وفات کے بعد شیخ عبد الرزاق طفسونجی کے بیٹے سے
بیاہا گیا تھا۔ تتمہ فتوح الغیب بر حاشیۂ "قلائد الجواہر" ص ۱۳۲
پر لکھا ہے کہ انکی ولادت و وفات اور مدتِ عمر اس شعر میں جمع ہے

؎ ان باز اللہ سلطان الرجال + جاء فی عشق - ومات فی کمال

یعنے اللہ کا باز رجال کا بادشاہ۔ عشق میں آیا۔ اور کمال میں مرگیا۔
کلمۂ عشق کے عدد ۴۷۰ ہیں اور کمال کے ۹۱۔ اور یہ آپکی عمر ہے۔ اور ان
دونوں کا مجموعہ ۵۶۱ھ اور یہ تاریخ وفات ہے۔ ۱۸ سال کی عمر میں آپ

بغداد گئے۔ اسوقت وہاں مستظہر باللہ ابوالعباس احمد بن المقتدی.
بامراللہ ابوالقاسم عبداللہ عباسی خلیفہ تھا (قلائد ص ۳) اور انکی
وفات کے وقت مستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف بن المقتفی عباسی
خلیفہ تھا (تاریخ الخلفاء ص ۳۰۴) انہوں نے ایام اقامت بغداد میں
پانچ خلیفے دیکھے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ مستظہر باللہ۔ مسترشد باللہ
راشد باللہ۔ مقتفی باللہ۔ مستنجد باللہ۔ تاریخ الخلفاء ص ۲۹۶ پر
وقائع ۵۲۹ھ میں لکھا ہے۔ کہ مسترشد اور مسعود کی لڑائی ہوئی
مسترشد خلیفہ کے لشکر نے اس سے غدر کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسعود
نے ظفر پائی اور خلیفہ اور اُسکے خواص کو ہمدان کے قریب قید کیا۔
جب یہ خبر اہل بغداد کو ہوئی۔ فحثوا فی الاسواق التراب علیٰ
رؤسہم وبکوا وضجوا وخرج النساء حاسرات بندبن الخلیفہ
ومنعوا الصلوات والخطبہ تو انہوں نے بازاروں میں اپنے سروں
پر مٹی ڈالی۔ روئے اور چلائے اور عورتیں سربرہنہ نکلیں اور خلیفہ
کا ماتم کرتی تھیں۔ نماز اور خطبہ بند کر دیا۔ غالباً حضرت شیخ اور
اُنکے اہل حرم بھی انمیں شامل ہونگے۔ مسترشد کی اسیری کی خبر سے تو
بغدادی اس طرح بیتاب ہو گئے لیکن آل رسولؐ کی اسیری
کے دن خوشی کرنے کا حکم دیا۔ ص ۲۹۷ پر لکھا ہے کہ بالآخر مسترشد
مراغہ میں قتل کیا گیا۔ اُسوقت کا نقشہ سیوطی یوں کھینچتا ہے۔ و
وجلس السلطان للعزاء واظہر المساءۃ بذالک ووقع النحیب
والبکاء وجاء الخبر الی بغداد فاشتد ذالک علی الناس وخرجوا
حفاۃً محرقین الثیاب والنساء ناشرات الشعور یلطمن ویقلن
المراثی لان المسترشد کان محتببا لما فیہ من الشجاعۃ
والعدل والرفق بہم جب اسکے قتل کی خبر بغداد میں پہنچی تو لوگوں
پر بہت سخت گزرا یہ پا برہنہ کپڑے پھاڑتے ہوئے نکلے عورتوں نے
بال پریشان کئے۔ یہ اپنے مونھوں پر طمانچے مارتے تھے اور مرثیے

کہتے تھے - کیونکہ مسترشد کو اُس کی شجاعت عدل - اور رفق کی وجہ سے دوست رکھتے تھے - جناب شیخ نے ان بغدادیوں کو اس فعل سے منع نہیں کیا - لیکن آل رسول کے ماتم کے دن کو یوم العید قرار دینے میں اپنا تمام زور خرچ کر ڈالا

ص ۲۹۹ پر ہے کہ راشد باللہ کے متعلق ۵۲۹ھ میں ایک محضر نامہ لکھا گیا جس میں اس کے ظلم و جور - سفک دماء اور شراب خوری کا ذکر تھا اور فقہاء سے استفتاء کیا گیا کہ جو ایسا کرے اس کی امامت صحیح ہے - اور جب اس کا فسق ثابت ہو جائے تو سلطان کے لئے اس کا خلع جائز ہے اُنہوں نے جواز خلع کا فتوے دیا - اور ابن الکرخی قاضی بلد نے اس کے خلع کا حکم دیا - جب اس خلیفے کے مرنے کی خبر بغداد میں آئی تو اس کی عزاء کے لئے ایک دن بیٹھے - اس میں بھی غالباً جناب شیخ نے حصہ لیا ہوگا - فی الحال اسی پر کفایت کیجاتی ہے ٭

والحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ والائمۃ من ذریتہ ظاہراً و باطناً ٭

مرزا احمد علی امرتسری عفی عنہ

## مختصر فہرست کتب موجودہ کتب خانہ امامیہ لاہور

**آثار حیدری** یہ بے بہا قابل قدر کتاب اللہ
جو امامیہ سلسلہ کے گیارھویں امام حجت اللہ
راسخ العلم حضرت امام حسن العسکری علیہ السلام کی
عربی تفسیر کلام اللہ کا اردو ترجمہ ہے۔ جو
بکمال محنت اور جانفشانی سے فیض عام کیلئے
سلیس اردو میں مرتب کیا گیا ہے۔ تاکہ احقاق
حق کے سوا کافۂ انام کو علم القرآن حاصل ہو کر
درجہ استکمال دین مل سکے۔ حجم ۵۰۰ صفحہ
لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت عام فائدہ اور
تشویق دین کے لحاظ سے بہت کم یعنی صرف للعہ ر

**واقع وہم**۔ از تصنیف میر سجاد حسین صاحب
جس میں مسئلہ تقیہ کی ہر پہلو کی نسبت بحث کر کے
یہ دکھلایا گیا ہے۔ کہ تقیہ شعائر اسلام سے ہے۔ اور
کن مواقع پر شریعت نے اسکی اجازت دی ہے قیمت ۸ر

**دلچسپ مکالمہ** میں مولانا سید الطاف حسین صاحب حالی
اور سید سجاد حسین صاحب نے مناظرہ کی اہمیت
فریقین کے اختلافات اور شیعوں کا برسرحق ہونا
ثابت کر کے مولانا ممدوح کو اپنا ہم خیال بنایا قیمت ۸ر

**فلسفۂ شہادت** میں یہ ثابت کیا گیا ہے
کہ سید الشہدا نے کیوں شہادت اختیار کی
اس سے اسلام کو کیا فائدہ پہنچا۔ اس کے
عوام و انصار نے کیا کیا کام کیے۔ قیمت ۸ر

**رسالۂ عید غدیر** پیغمبر خدا کا خم غدیر پر حضرت علی
کو خلیفہ مقرر کرنا صحابہ سے بیعت لینا وغیرہ تمامی حالات
حضرات اہلسنت کی معتبر کتب سے مفصل درج ہوئے
ہیں نیز اسمیں خطبہ غدیریہ اور اعمال عید غدیریہ بھی
شامل ہیں۔ جو ہر شیعہ کیلئے ازبس ضروری ہے قیمت ۸ر

**التطہیر** جسمیں نہایت شرح اور بسط کے ساتھ
عقلی اور نقلی دلائل سے اس امر کو ثابت کیا گیا ہے۔
کہ آیہ تطہیر کے مصداق سوائے خمسہ نجبا آل عبا اور کوئی
نہیں۔ مصنف نے بڑی محنت سے علاوہ فریقین کی کتب کے
دیگر مشہور انگریزوں کی تصنیفات سے حوالیجات
دئے ہیں۔ قیمت ۸ر

**خلفائے ثلثہ کا ایمان** ایک محقق فاضل
سابق سنی المذہب کی تحقیق کا نتیجہ قیمت ار

**رسالہ نظریہ** از تصنیفات جناب مولوی
سید محمد ہارون صاحب جسمیں مولنا موصوف نے
چھ زبردست سوالوں کے جوابات مثل
(۱) ابو طالب کا ایمان (۲) خلیفہ ثالث
کے لقب ذوالنورین کی کیفیت
وغیرہ وغیرہ حضرات اہل

سُنّت کی معتبر کتب سے بڑی محنت
اور توضیح کے ساتھ دئے ہیں۔ قیمت ۳ر

**اعجاز جعفری** حضرت امام جعفر صادقؑ
کے معجزات نظم میں درج ہوئے ہیں لطف یہ
کہ پہلے معجزہ کو صرف ایک شعر میں اور دوسرے
معجزے کو صرف دو شعر میں۔ علے ہذا اسی
ترتیب سے قیمت ۲ر

**ریویو الفاروق** جو بجائے خود دیکھنے سے تعلق
رکھتا ہے۔ علے گڈھ کالج کے مشہور پروفیسر
مولوی شبلی نعمانی کی کتاب الفاروق پر محققانہ
ریمارکس جو حضرات الفاروق ہر دو جلد
قیمتی چار روپے نہیں خرید سکتے سو وہ اسے ضرور
منگوائیں۔ قیمت ۲ر

**النار الجحیم لمنافق قران العظیم** اردو اس میں
تقریباً وہ تمام اعتراضات جو حضرات
اہل سنت کیطرف سے درباره کمی بیشی قرآن امامیہ
پر ہوا کرتے ہیں عقلی و نقلی دلائل سے محققانہ
طور پر رد کئے گئے ہیں نیز اہلسنت کے جامع قرآن سے
سلوک۔ انہی کی کتب سے ثبوت۔ قیمت ۸ر

**ازالہ اشتباہ**۔ عام فہم غلطی کو دور کرنے
کیواسطے جو شیعوں کی نسبت کہی جاتی ہے کہ وہ
اصحاب رسول کو سب کرتے ہیں
اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ فرقہ
شیعہ میں سب کرنا جائز نہیں۔ ۲ر

## لمعۃ الضیاء فی العمدۃ من اخبار الرضاؑ
یعنی
## مکمل سوانحعمری حضرت امام رضاؑ
بزبان اردو

اس بے بہا کتاب سے عام مسلمانوں کو
دینی اور دنیاوی دو حالتوں کی تقابل
کا نظارہ گھر بیٹھے میسر آجائیگا دیکھنے
والے فاضل مصنف کی محنت کے قائل ہی
نہ ہونگے۔ بلکہ اس بے نظیر کتاب سے مصائب
میں گر کر نکل جانے اور جان و مال کے
دشمنوں میں رہ کر پایہ بلند پر قائم رہنے
کا سبق حاصل کرینگے۔ قیمت ۱۲

**کتاب اعجاز المسیح پر ریویو** اس پرفتنہ
زمانے میں جبکہ ہر طرف سے مدعیان نبوت
برساتی کیڑوں کی طرح نکلے آتے ہیں پنجاب میں
مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بھی مسیحیت
کا دعوے کر کے ایک کتاب لکھی جسکی عبارت
کو وہ معجزہ سمجھتے ہیں ایک شیعہ ممتاز الافاضل
نے اسکی کتاب پر ریویو لکھ کر بتادیا۔ کہ
جسکو صرف نحو کے قاعدے معلوم نہوں وہ نبی
کیونکر ہو سکتا ہے اور اسکی کتاب معجزہ کیونکر

**سرمہ خاموشی** میر سجاد حسین صاحب
کی وہ مشہور عجیب و غریب حقیقت سے لبریز
اور سنسنی خیز مقدمہ کی کتاب ہے جو ہر شیعہ کے قابل دید ہے ۱ر

**تفریح الشیعہ** } یہ کتاب اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ جس میں لطیف ترین مضامین مختلف تواریخوں۔ علماء کی سوانح عمریوں سے انتخاب کر کے جمع کر دیئے ہیں۔ تفریح میں تلقین مقصود ہے۔ ظریفوں کی ظرافتیں۔ علماء کے دلچسپ مناظرے۔ لطیف روایتیں۔ اور دلپذیر حکایتیں۔ جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کے علم لدنی کے نمونے اس میں درج ہیں۔ قیمت ٦ر

تحفتہ العوام (سفید کاغذ) عہ ر
طریقتہ الصلوٰۃ .. .. ۴ر
مفتاح الفتح .. .. عہ۸ر
تحقیق المتین اُردو ترجمہ حق للیقین ہے۸ر
خلافت الہیہ حصہ اوّل .. .. ١٠ر
" " دوم .. .. ١٠ر
بحث الی الامر .. .. .. ٣ر
بحث اصول دین .. .. ٣ر
بحث قرآن .. .. .. ٣ر
عطر ایمان .. .. .. ٥ر
تقریر دلپذیر .. .. ۸ر
دُر بے بہا .. .. .. ۸ر
اصل الحقیقت برد الحقیقت ۸ر
دلیل العرفان .. .. عہ ر
میزان المقال .. .. ١٠ر
الانصاف .. .. .. ۹ر
فتح المبین .. .. .. ٢ر
اظہار حق .. .. .. ٦ر
موعظہ حسنہ المقلب اظہار حقیقت ٦ر
" تقیہ .. .. ٥ر
" تحریف قرآن .. ٥ر
" غدیر .. .. ٥ر

توحید القرآن .. .. عہ۸ر
آئینہ قادیاں .. .. ٦ر
انتصار الاسلام .. .. عہ۸ر
محرم نامہ .. .. عہ ر
یزید نامہ .. .. عہ۴ر
طمانچہ بر رخسار یزید .. عہ ر
فاطمی دعوت اسلام .. ہے ر
ماہیئہ معاویہ .. .. ٥ر
اصلاح الاعتقاد .. ٥ر
دعوت حق .. .. ٥ر
شاہ یثرب ایک بالکل اچھوتی نظم عہ١٠ر
ہلال محرم .. .. ۴ر
ماتین فی مقتل الحسین جلد دوم عہ۸ر
" " " سوم ١٢ر
سوانح عمری حضرت علی از مولوی عبداللہ صاحب بسمل امرتسری } للعہ ر
حیات دبیر .. .. ہے ر
میزان حق .. .. ١٢ر
تبصرۃ الایمان یعنی سوانح عمری جناب صاحب الامر علیہ السلام } عہ۸ر
تذکرہ ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ ۸ر
نصاب تعلیم دینیات۔ پہلی ٢ر۔ دوسری ٣ر تیسری ۴ر چوتھی ٦ر

ملنے کا پتہ: منیجر امامیہ کتب خانہ لاہور (گمٹی بازار)

لگا دیئے ہیں مضامین نو کے پھر انبار　　　　خبر کرو میرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

# نور ایمان نئی شان میں

اسمیں کلام نہیں کہ یہ وہی نور ایمان ہے۔ جسکے مصنف جناب خان بہادر سید خیرات احمد صاحب ہیں اور یہی وہ اسم با مسمیٰ صحیفہ کاملہ ہے۔ جو آج تک کئی بار چھپکر شائقین پر تمکین کے لئے باعث امتنان ہو چکا ہے۔ مگر یاد رہے۔ کہ فاضل مؤلف نے اس

## نئے ایڈیشن کی خصوصیات

میں بہت سی ایزادی فرما دی ہے۔ بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ پُرانی نور ایمان کی کایا پلٹ گئی ہے۔ ہزارہا مومنین کرام کے پاس یقیناً پہلے ایڈیشنوں کی نور ایمان موجود ہونگی۔ مگر یہ امر مکرر قابل گزارش ہے کہ اسدفعہ جناب سید صاحب زاد فیوضہم نے مخالفین کے اعتراضات کا رد اور جوابات کا جواب الجواب اور حوالجات کے حذف و زواد سے کتاب کی شان کو دوبالا اور حجم و ضخامت کو تقریباً دوچند کر دیا ہے۔ گویا پہلے ایڈیشنوں کو ایڈیشن ہذا سے بلحاظ نظم و نسق مضامین ضخامت اور دیگر متعدد محاسن صوری و معنوی کے کوئی نسبت نہیں۔ لہٰذا وہ اصحاب جن کے پاس پُرانے ایڈیشن کی نور ایمان موجود ہو انکی خدمت اقدس میں بھی التماس ہے۔ کہ وہ اس نئے ایڈیشن کو مؤلف کی مکرر عرق ریزی کا بہترین گلدستہ سمجھتے ہوئے ضرور خرید فرمائیں +

## نور ایمان کیا ہے؟

ماہرین فن مناظرہ اور دوسرے ارباب ذوق نے یہ تسلیم کیا ہے کہ نور ایمان شیعہ اور سنی مسائل متنازع فی کا وہ بہترین مجموعہ ہے جسکی نظیر ملنا محال ہے۔ دلائل و براہین قاطعہ اور جس تہذیب و متانت سے فاضل مؤلف نے نور ایمان کے گلدستہ مضامین کی شیرازہ بندی کرتے ہوئے مسائل کو حل کیا ہے۔ وہ آنجناب ہی کا حصہ تھا۔ گو کتاب شیعہ و سنی کے مسائل مابہ النزاع پر مشتمل ہے مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ دوسرے فرقہ ہائے اسلام اور ملل مختلفہ کے بابصیرت اصحاب کو بھی کم از کم حق و باطل کے امتیاز کا نہایت آسانی سے پتہ چل سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بلالحاظ مذہب و ملت نور ایمان کی خریداری اس سے قبل ہوتی رہی ہے۔ لہٰذا اب بھی اُمید ہے۔ کہ تحقیق الادیان کے دلدادگان ترمیم شدہ نور ایمان کو ضرور خرید کر محظوظ و مستفیض ہوں گے +

ضخامت ۴۰۴ صفحات۔ کاغذ سفید قسم اعلیٰ۔ قیمت صرف دو روپے۔ علاوہ محصولڈاک +

**المشتہر منیجر امامیہ کتب خانہ لاہور (گمٹی بازار)**

(گردھر سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ... چھپی)